دیوان

عرفان اللہ

حق موجود

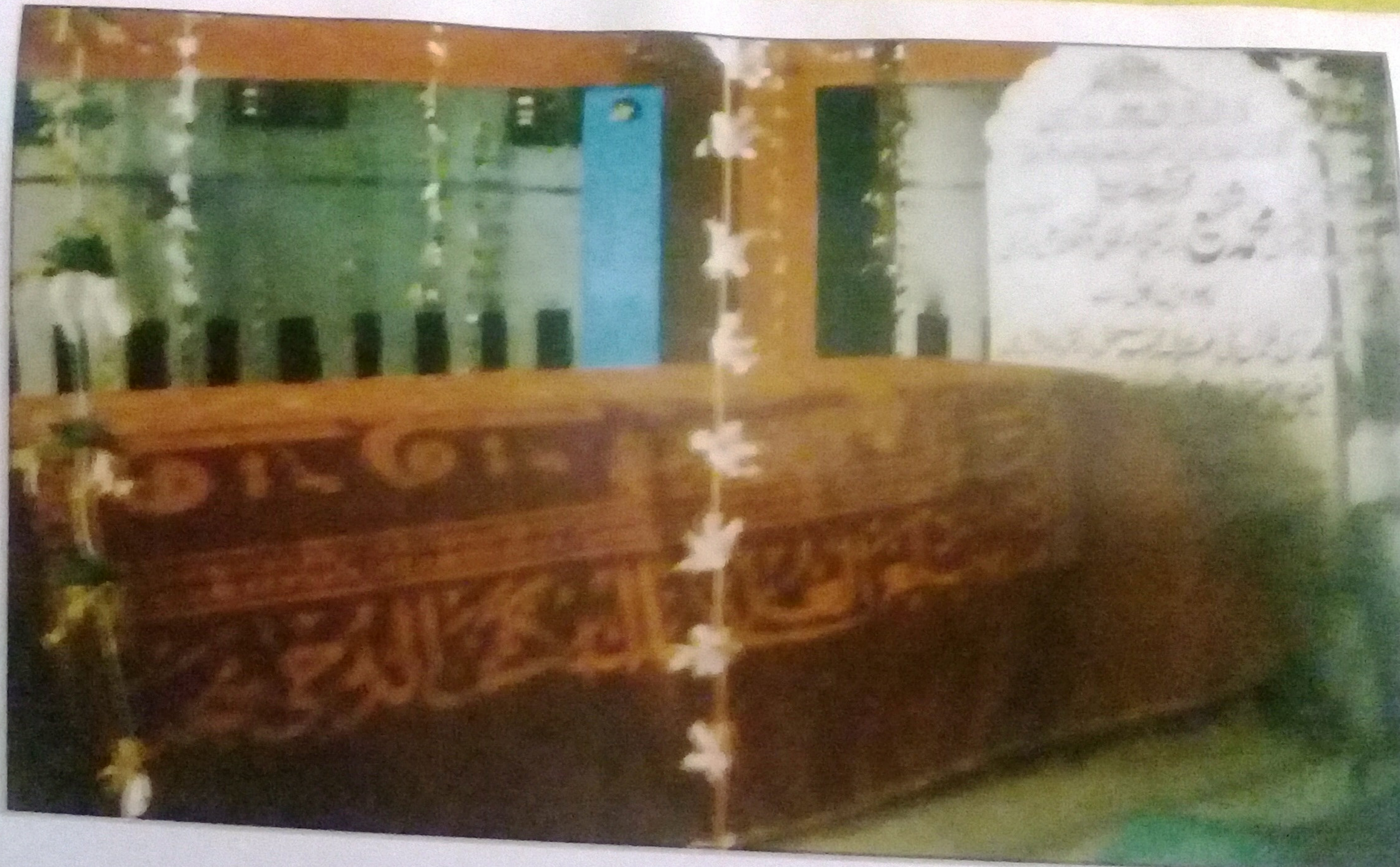
سدا موجود



از تصنیف

سخی سائیں محمد شفیع عرف قلندر علی درازی رحمۃ اللہ علیہ

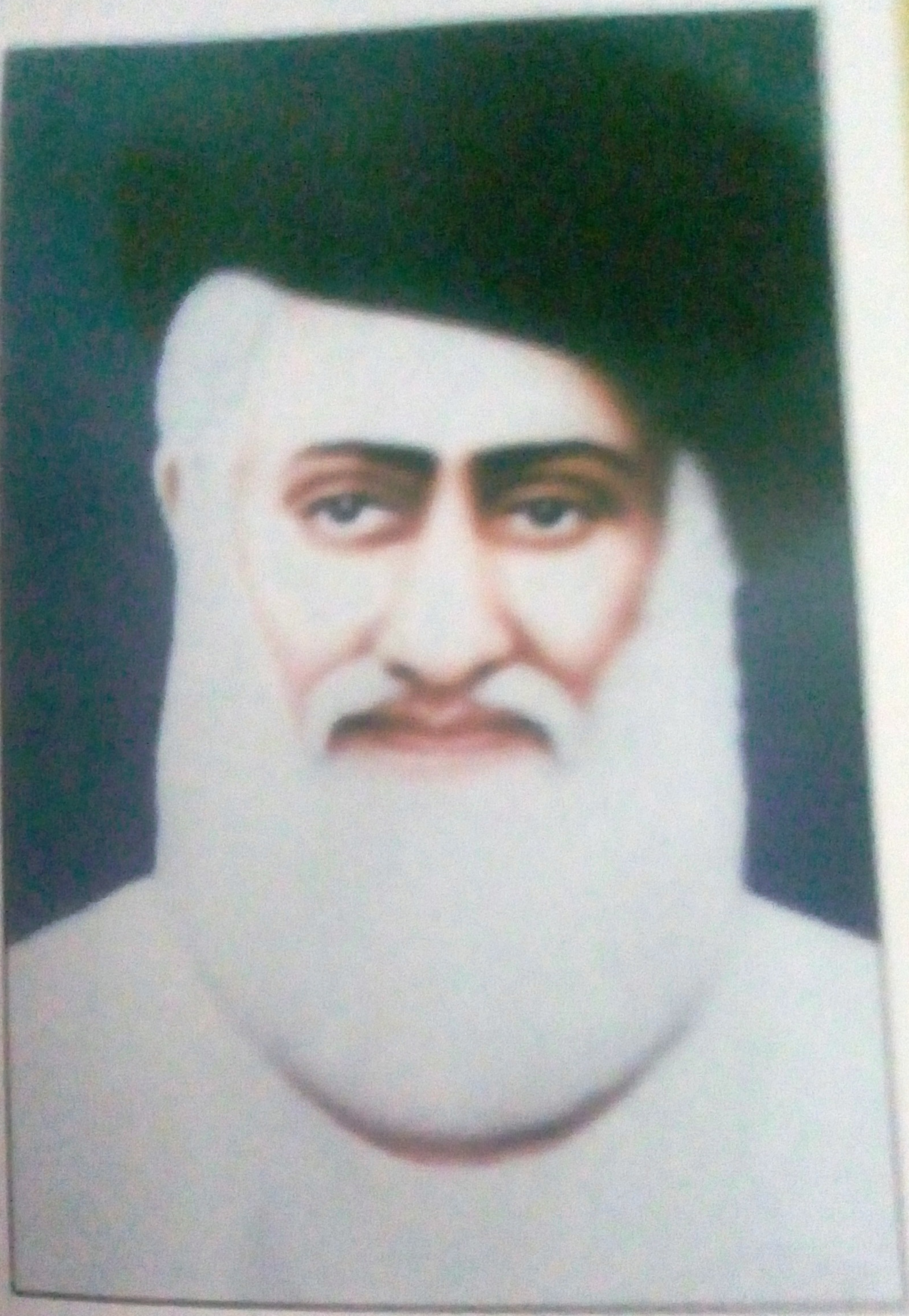
نارووال شریف ضلع سیالکوٹ



آخری آرام گاہ حضرت محمد شفیع سائیں عرف قلندر علی ورانزی صوفی قادری قلندر نارووال شریف



حضرت محمد شفیع سائیں المعروف قلندر علی دروازی سوہنی سرکار قلندرؒ
نارووال شریف سیالکوٹ



"حضرت سخی سرتاج فقیر ہادی بخش قبول محمد ثانی"
(مرشد پاک بابا محمد شفیع)
حال مدفون درگاہ عالیہ دراز شریف



حضرت سخی سرتاج فقیر منصور آخر زمان حضرت سچل سرمست رحؒ

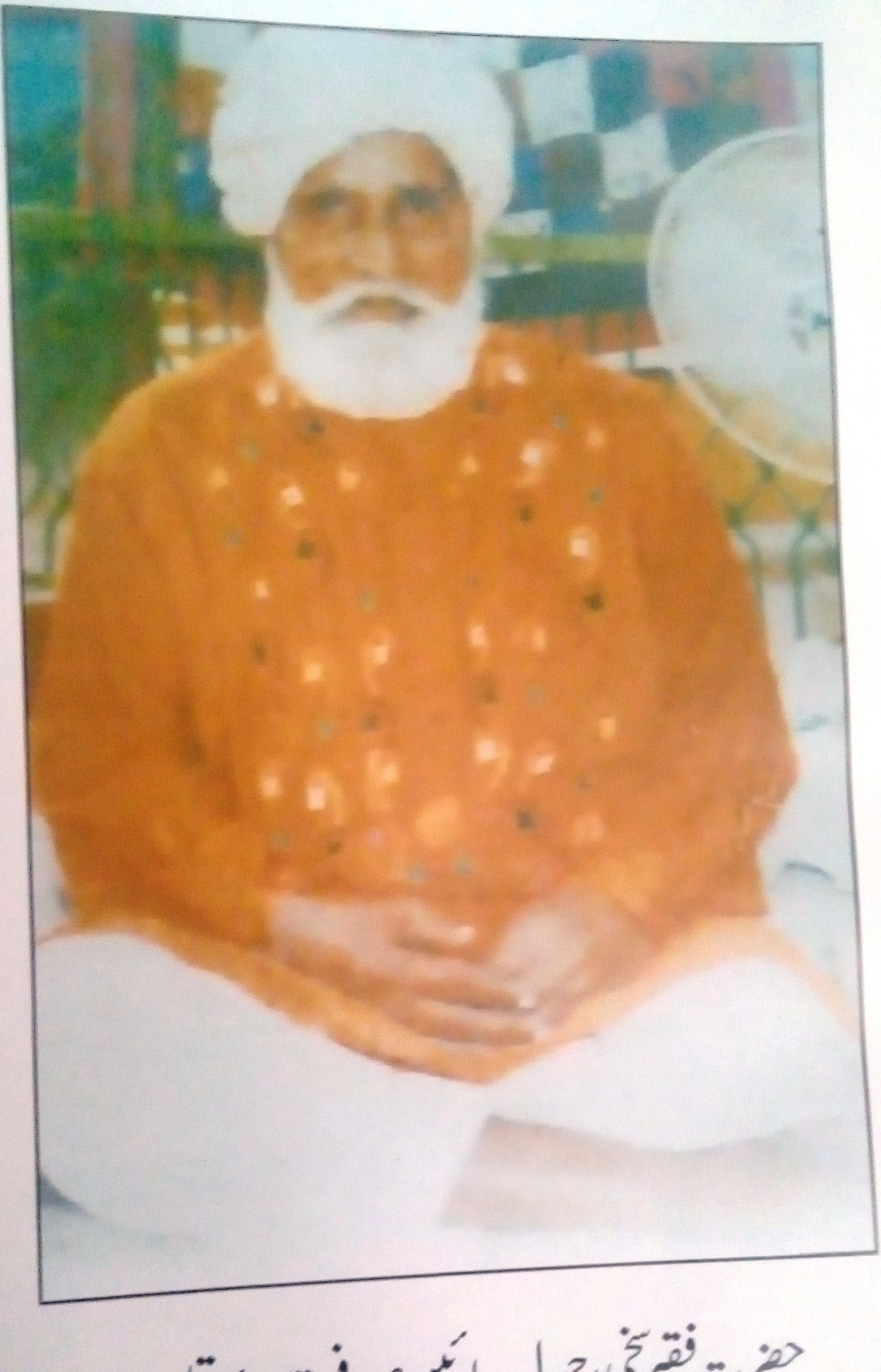
دربار عالیہ درازا شریف



حضرت بابا راضی سائیں صوفی قادری قلندرؒ

(طالبِ خاص حضرت محمد شفیع)

حال مدفون دربار عالیہ امن پور شریف



حضرت فقیر سخی رحمدل سائیں صوفی قادری قلندر

سجادہ نشین درگاہ عالیہ امن پور شریف



حضرت فقیر سخی نمانو سائیں صوفی قادری قلندر

طالب خاص حضرت فقیر راضی سائیں صوفی قادری قلندر

حال مقیم آستانہ مرشد پاک بابا راضی سائیں

چھوٹی امن پور شریف گوٹھ جلال گھوٹو گھوٹکی سندھ



حضرت فقیر خیال اللہ سائیں صوفی قادری قلندر

تن طالب حضرت فقیر سخی سرتاج حضرت راضی سائیں صوفی قادری قلندر
حال مدفون المصطفائی آستانہ امن پور شریف تھانہ چوہنگ لاہور

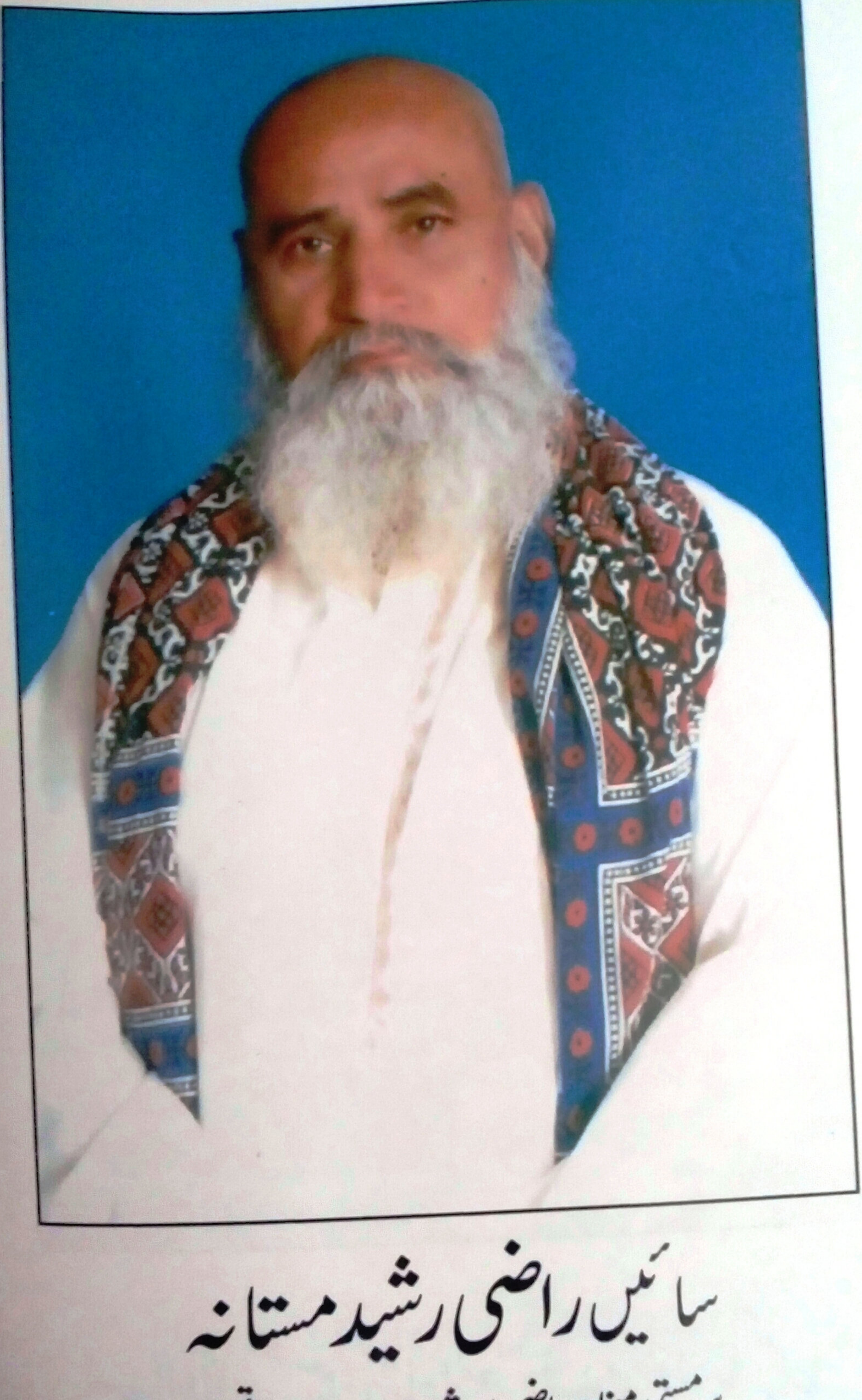


حضرت بابا احمد بخش المعروف بابا کرماں والاؒ

طالب حضرت محمد شفیع المعروف قلندر علی درازیؒ



سید الطاف حسین شاہ المعروف پرسوز سائیں
طالب حضرت بابا راضی سائیں صوفی قادری قلندرؒ



سائیں راضی رشید مستانہ

سرمستی میخانہ راضی پور شریف لاہور روڈ قصور

طالب حضرت بابا راضی سائیں صوفی قادری قلندرؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

عرفان اللہ

کلام

فقیر سخی سائیں

حضرت محمد شفیع نارووالوی عرف قلندر علی درازیؒ

بمقام: نارووال شریف ضلع سیالکوٹ

تحریر و ترتیب

عبدالجبار سائیں

باہتمام: حضرت سخی فقیر نمانو سائیں

آستانہ عالیہ مرشد پاک بابا راضی سائیں چھوٹی امن پور شریف

گوٹھ جلال گھوٹو گھوٹکی سندھ

کتاب: عرفان اللہ

مصنف: حضرت سخی فقیر محمد شفیع سائیں عرف قلندر علی درازیؒ

تحریر و ترتیب: عبدالجبار سائیں، اوباڑو

کمپوزنگ: زاہد محمود

پروف خوانی: محمد عرفان الحسن خالد

طابع: النور پرنٹرز، لاہور

اشاعت: جولائی 2011ء

ناشر: مختیار احمد سائیں کھمبوا، صادق آباد، حاجی اکبر علی سائیں ملک، اوباڑو

اشاعت: فقراء آستانہ مرشد پاک بابا راضی سائیں چھوٹی امن پور شریف گوٹھ

جلال گھوٹو گھوٹکی سندھ

فہرست

اللہ ہی ہے ہر حال کرنہار ہمارا
جز شیوۂ تسلیم گزارہ نہیں چارا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ عاشق العشق المحبوب

اللہ احمد محمد المطلوب

اللہ شاہد المشہو د اللہ مقصود المعبود

اللہ ہو حق موجود

سدا موجود

سچا سائیں مشہود

پیش لفظ

میری ایک دیرینہ خواہش تھی کہ میں سرکار سیدی و مرشدی فقیر ہادی سخی سرتاج راضی سائیں صوفی قادری قلندر رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے مرشد و مربی حضرت فقیر سخی محمد شفیع سائیں عرف قلندر علی درازی صوفی قادری قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی ذات اور ان کے پیغام پہ کچھ لکھوں۔ کہاں میری خواہش و تمنا، کہاں فقیر کا مقام و مرتبہ۔ جس کے بارے میں خود آنحضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

((الفقر فخری و الفقر منی))

اور اس ذات پہ قلم اٹھانا جس پہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فخر کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ فقیر مجھ سے ہیں۔ فقر اللہ رب العزت کا مقام ہے۔ میرے لیے بڑا نازک مسئلہ تھا پھر بھی اپنی کم علمی، کم عقلی اور فہم و ادراک سے ماورا ایک چھوٹی سی کوشش کی ہے۔ کس حد تک کامیاب گیا ہوں، اس کا فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔

اس سے پہلے دیوانِ عرفان اللہ رسالے کو پبلشر محمد ضمان عرف خیال دلبر نے پرنٹر جناب محمد شریف پہلوان کے طفیل آرٹ پرنٹرز ۱۸۷ سرکلر روڈ بیرون لوہاری گیٹ لاہور سے چھپوا کر شائع کیا تھا۔ کب شائع ہوا، اس کا ذکر رسالے میں نہیں ملتا اور آپ کی سوانح حیات بھی چند سطور کے علاوہ زیادہ کچھ نہیں۔

کلاموں کی ترتیب کو بھی ہم نے پہلے والی ترتیب کی طرح جوں کا توں رہنے دی ہے۔ سوانح حیات مفصل و جامع دی ہے جو ہمیں باوثوق ذرائع سے مل سکی ہے۔ دیوانِ دردِ عشق پر ہی زیادہ اکتفا کیا گیا ہے کیونکہ اس کے سوا اور کوئی تحریری ثبوت نہیں ہے اور چند فقراء سے بھی معلومات حاصل کی گئی ہیں جن کے نام یہ ہیں: نورانی سائیں، پرسوز سائیں، راضی رشید سائیں، عارف سیال سائیں، مقصود سائیں اور محترم پیر محمد جو کہ محمد شفیع سائیں کے چچا زاد بھائی کے پوتے ہیں۔ سائیں کا کلام تعداد کے اعتبار سے بہت قلیل ہے لیکن حقیقت حال کے اعتبار سے سمندر کو کوزے میں سمویا گیا ہے اور راز الٰہی کو عیاں کیا گیا ہے۔ آپ کی شاعری فصاحت و بلاغت اور راز و رموز کا بے بہا خزانہ ہے۔ آپ کی شاعری میں چھ مناجات، سات دعائیں، دو مداح، سات کافی، ایک سلام، ایک درس راہِ حق، ایک نعت، ایک عرض، ٹوٹل ۲۶ کلام ایک بارہ ماہ ابیات اور ایک سی حرفی ہے۔

میں ان سب دوست، احباب اور اپنے پیر بھائیوں کا بہت مشکور ہوں جن سے میں نے مشورہ کیا کہ میں رسالہ عرفان اللہ شائع کروانے کا اہتمام کر رہا ہوں سب نے میری ہمت بڑھائی، مفید مشورے دیے مدد کی اور خاص طور پر پیارے محسن پیر بھائی مختیار احمد کھبڑو سائیں جنھوں نے مکمل تعاون و مدد کا ذمہ اپنے سر لیا۔ تو ہم دونوں ہادی پاک فقیر سخی نمانو سائیں صوفی قادری قلندر سرکار کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اپنا حال و خیال پیش کیا۔ آپ سرکار بہت خوش ہوئے اور ہمت افزائی فرمائی اور فرمایا کہ میں ہر حال میں ظاہر و باطن آپ کے ساتھ ہوں اور آج سے ہی اس کام کی تکمیل میں لگ جاؤ اور

اللہ ہادی سچا سائیں آپ کو کامیاب کرے گا۔

ہادی پاک کے امر کے مطابق جو بھی ہمارا حال خیال اور علم تھا آپ کے سامنے پیش کیا ہے۔ تمام پڑھنے والوں کی خدمت میں ایک عرض کرتا ہوں کہ فقیر کی ذات پاک اور امر سچا ہے، اگر کہیں پہ بھی خیال کا اتار چڑھاؤ یا کوئی کمی بیشی نظر آئے تو میرے خیال اور علم کی کمی بیشی ہو سکتی ہے خدارا درگزر فرمائیں اور اپنے مفید مشوروں سے نوازیں۔

والسلام۔ یہ پیغام ختم کلام

اللہ ہو حق موجود سدا موجود اللہ سچا سائیں مشہود

عبدالجبار سائیں (اوباڑو سندھ)

02-07-2011

مسلم کالونی ریتی روڈ اوباڑو

تحصیل اوباڑو ضلع گھوٹکی سندھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوانح

رہبر شریعت پیر طریقت مرشد کامل و اکمل سخی سرتاج فقیر محمد شفیع سائیں صوفی قادری درازی المعروف قلندر علی درازی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ سلسلہ صوفی قادری قلندری کے پاکباز فقیر مرد قلندر ہیں۔ آپ کی ولادت 16 اکتوبر 1892ء میں نارووال شریف ضلع سیالکوٹ میں ہوئی۔ آپ کے والد صاحب کا نام نامی اسم گرامی غوث محمد والد شاہ محمد تھا۔ وہ بھی محکمہ مال میں گرداوٗر کے عہدے پر فائز تھے۔ آپ کے دادا کے چار بیٹے تھے۔ جن کے نام بالترتیب دین محمد، غوث محمد، فضل محمد اور محمد علی تھے۔ جن کا ذکر تفصیل سے بابا جی نے اپنی کافی اور دعا (کری فیاضی شاہ درازی) میں کیا ہے۔ آپ کے والد غوث محمد محکمہ مال میں پٹواری کے عہدے پر فائز تھے جن کے دو بیٹے تھے۔ آپ کے دوسرے بھائی کا نام رحم الٰہی تھا اور بابا جی کا تمام خاندان علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ تھا اور مذہب سے خاص انس رکھتا تھا۔ آپ کا تعلق قطب شاہی کھوکھر خاندان سے تھا۔ آپؒ نے اپنی ابتدائی تعلیم نارووال شریف میں ہی حاصل کی اور اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ نے محکمہ مال میں پٹواری کی حیثیت سے اپنی ڈیوٹی کی شروعات کی۔ دوران ڈیوٹی آپؒ کی شادی آپ کے چچا دین محمد کی بیٹی سے ہوئی اور اس میں سے اللہ تعالیٰ نے تین بیٹیاں عطا

فرمائیں۔ دو بیٹیاں تو بچپن ہی میں وفات پا گئیں۔ ایک زندہ رہی اور ان کی اولاد ہوئی جو بابا جی کے دربار شریف پر دو رمضان المبارک کو غسل اور چادر پوشی کی رسم ادا کرتی ہیں۔

حضرت بابا محمد شفیع عرف قلندر علی کو تصوف سے شروع ہی سے لگاؤ تھا۔ آپ بچپن میں ہی بہت کم گو، خلوت پسند اور اچھے اخلاق کے مالک تھے اور آپ کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور حسن و جمال کی تڑپ پہلے دن سے ہی موجود تھی بس ایک دن ایسا واقعہ پیش آیا جس کے بعد آپ نے دنیاداری سے مکمل طور پر دلبرداشتہ ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر لیا۔ ہوا یوں کہ آپ کے چچا محمد علی جو درویش صفت انسان تھے اور ان کا شمار اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں تھا پر نزع کا عالم تھا اور ان کے ہاتھ میں ایک کاغذ لکھا ہوا تھا۔ بابا محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ باہر سے تشریف لائے تو انھوں نے وہ کاغذ ان کو دے دیا جو بابا جی نے پڑھا۔ عین اسی وقت آپ کے دوسرے چچا بابا فضل محمد رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ انھوں نے وہ کاغذ بابا جی کے ہاتھ سے چھین لیا اور منہ میں ڈال کر کھا گئے اور فرمانے لگے کہ محمد علی تو نے یہ کیا ظلم کیا ہے یہ وقت تو ہر ایک پر آنا ہے۔ بس یہ واقعہ رونما ہوا تو اسی وقت بابا جی کے دل میں اللہ تعالیٰ سے محبت کی چنگاری جو چھپی ہوئی تھی بھڑک اٹھی اور دل یکسر دنیا کی محبت سے خالی ہو گیا اور حق کی محبت اور چاہت سے بھر گیا۔

دوسرے دن پٹوار خانے گئے۔ کچھ دیر خاموش بیٹھے رہے۔ پھر پٹوار خانے کا باہر سے کنڈا لگایا اور گھر چلے گئے۔ گھر تشریف لانے کے بعد بیوی سے کہا کہ میں تو فقیر ہو گیا ہوں اگر تو میرے نام کے ساتھ حق میں رہے گی تو

تیرے کتوں کو بھی بہت روٹی ملے گی وگرنہ میری طرف سے آزاد ہو۔

بیوی نے کہا میں آپ کے حق میں نہیں بیٹھ سکتی آپ نے خوشی سے اسے آزاد کر دیا۔ آپ کی اولاد میں تین بیٹیاں تھیں۔ دو بیٹیاں بابا جی کے حصے میں اور ایک والدہ کے حصے میں آئی۔ بابا جی نے فرمایا کہ جو میری بیٹیاں ہیں وہ پردہ کر جائیں اور ماں کی بیٹی زندہ رہے۔ چنانچہ بابا جی کے حصے میں آنے والی دو بیٹیاں ایک ہفتہ کے اندر اندر وفات پا گئیں۔ والدہ کے حصے میں آنے والی بیٹی زندہ رہی اور ان کی شادی ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اولاد عطا کی۔

بابا جی کی بیوی نے بعد میں عقد ثانی کیا اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں بیٹا نہ ہوا۔ وہ ایک دن بابا جی کے پاس آئیں اور بڑی عاجزی کے ساتھ کہنے لگیں کہ (جس کم لئی ایہہ ساڑ پھکیا سی) یعنی جس کام کے لیے دوسری شادی کی تھی وہ تو پورا نہیں ہوا آپ میرے لیے دعا فرمائیں۔ چنانچہ بابا جی نے دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹا عطا کیا۔

عشق حقیقی جو بچپن سے ہی آپ کے دل میں جاگزیں تھا اس نے وہاں بیٹھنے نہ دیا۔ بقول راضی رشید مستانہ کہ ایک درویش بنامی سید ولایت علی شاہ جو کہ ایک درویش اللہ والے لوگ تھے آپؒ کی محبت وصحبت اس درویش سے بہت زیادہ تھی۔ اس درویش نے آپ کو مغرب کی طرف جانے کا اشارہ کیا۔ آپؒ نے اپنی ڈیوٹی اور گھر والوں کو الوداع کہہ کر اپنے مالک حقیقی اللہ کریم کو حامی و ناصر سمجھ کر پیدل سفر شروع کیا۔ آپ کے ساتھ ایک حقہ اور ایک چادر کے علاوہ زادِ راہ اور کچھ بھی نہیں تھا۔ مرشد کامل کی تلاش میں مختلف

درباروں سے ہوتے ہوئے، کئی درویشوں سے ملاقات کرتے ہوئے ملتان شریف پہنچ کر درباروں کی حاضری دیتے رہے۔ آپؒ اکثر روزے کی حالت میں رہتے اور فاقہ میں رہنے کو زیادہ پسند فرماتے۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ایک دن حضرت شاہ شمس تبریز سبزواری رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پہ حاضر تھے اور آپؒ کئی دنوں سے فاقہ کی حالت میں تھے تو حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ سرکار نے زیارت عطا فرمائی اور فرمایا کہ ہمارے لنگر سے کھاؤ اور آگے چلو۔ شاہ شمس تبریز نے آپ کو حضرت سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ کے دربار درازا شریف جانے کا حکم دیا۔ آپ وہاں سے سیدھے درازا شریف پہنچے۔ اس وقت منصور آخر زمان حضرت سچل سرمست کی گدی پہ سلطان العاشقین سچل ثانی حضرت سخی قبول محمد ثانی جلوہ افروز تھے۔ آپؒ نے سب سے پہلے دربار اقدس کا سلام کیا۔ اس کے بعد حضرت سخی قبول محمد ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف دیدار حاصل کیا اور دیکھتے ہی آپ کی صورت پہ عاشق ہو پڑے اور دل نذرانہ دے دیا اور اظہار خیال عقیدت پیش کیا۔ حضرت سخی قبول محمد ثانی نے آپ کو صحبت میں قبول کر کے دست بیعت کیا اور طریقت کا نام قلندر علی درازی صوفی قادری رکھا۔

شجرۂ طریقت

1 رہبر طریقت، سالک سرمست، رہبر رندیت، فقیر روشن ضمیر، ناطق تفسیر، ماہرِ علم جزوی، کلی، معنوی گوہر جناب حضرت محمد شفیع المعروف قلندر علی درازی صوفی قادری قلندر رحمۃ اللہ علیہ

(ولادت 1892۔ وفات 1956)

ساکن نارووال شریف سیالکوٹ

آپ کے مرشد

2 پیر طریقت، فقیر و قادر، سلطان العارفین، محبّ المشتاقین، سراج السالکین، راحت العاشقین، مقصود الطالبین، سلطان الفقراء سچل ثانی حضرت سخی قبول محمد ثانی رحمۃ اللہ علیہ

(ولادت 1261ھ۔ وفات 1343ھ)

ساکن درازا شریف

آپ کے مرشد

3 والد محترم، پیر طریقت، قطب العارفین، رہنماء السالکین، تصور الطالبین، جناب حضرت خواجہ نجم الدین فاروقی صوفی القادری رحمۃ اللہ علیہ

(ولادت 1239ھ۔ وفات 1272ھ)

ساکن درازا شریف

آپ کے مرشد

4 والد محترم، کرم فرما، پیر طریقت، جلیل القدر، جید موحد پراسرار، پرانوار، جناب حضرت خواجہ نظر محمد فاروقی صوفی القادری رحمۃ اللہ علیہ

(1201ھ سے 1252ھ)

ساکن درازا شریف

آپ کے مرشد

5 والد محترم، پیر طریقت، سرگروہ السالکین و امام المشائخین، فیض مآب عالی جناب کیمیاء نظر شیخ المشائخ جناب حضرت خلیفہ خواجہ سخی قبول محمد اول

درازی صوفی قادری رحمۃ اللہ علیہ

(1181ھ 1768ء سے 1245ھ 1829ء)

ساکن درازا شریف

آپ کے مرشد

6 والدِ محترم قطب الاقطاب مشغول فارغ، راز پوش، پیر کامل، اکمل سراج السالکین، سلطان العارفین، مقصود الطالبین، جناب خلیفہ حضرت خواجہ عبدالحق سائیں فاروقی درازی صوفی قادری رحمۃ اللہ علیہ مرشد کامل حضرت سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ

ولادت 1120ھ، 1708ء۔ وفات 1213ھ 1800ء)

ساکن درازا شریف

آپ کے مرشد

7 والد محترم ہادی طریقت راز دانا، ماہر ملک معنی، سلطانہ سرسلطانہ جناب خلیفہ حضرت خواجہ محمد حافظ عرف میاں صاحبڈنہ موراگی بن میاں عبدالوہاب فاروقی درازی صوفی القادری بانی درگاہ درازا شریف رحمۃ اللہ علیہ

(1101ھ 1689ء سے 1192ھ 1778ء)

ساکن درازا شریف

آپ کے مرشد

8 پیر طریقت قطب العارفین، رہنماء السالکین، تصور الطالبین، جناب حضرت خلیفہ سید حسنی و حسینی حضرت عبیداللہ شاہ جیلانی صوفی القادری رحمۃ اللہ علیہ، آپ محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی کے پوتے بتائے

جاتے ہیں۔

مدفون درگاہ حضور خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

اجمیر شریف

شجرۂ شریف سائیں راضی اللہ فقیر قلندرؒ عرف سندھی

بابا امن پور شریف نزد چوہنگ پنج گرائیں ضلع لاہور

از قلم ڈاکٹر تبسم رضوانی

نذرِ عقیدت، سگِ درِ راضی رحمۃ اللہ علیہ حقیر فقیر پُر سوز سائیں ظل

عاطف

اے خدائے لم یزل رب الانام — دونوں عالم میں تو ہی ارفع مقام
ٹوٹ جائے گا ہر اک شے کا وجود — صرف حاصل تیری قدرت کو دوام
تو کریم اور تو ہی رحمان و رحیم — بھیجتا ہے ساری دنیا پر سلام
ہیں محمدؐ مصطفیٰ تیرے حبیب — عرشِ اعظم پر لکھا ہے ان کا نام
ان کی خاطر خلق کی تخلیق کی — روز اول سے وہ نبیوں کے امام
جس جگہ پر روضۂ سرکار ہے — ہے وہ مومن کے لیے دارالاسلام

بالا و اعلیٰ ہے بزمِ دہر میں
حضرتِ سلمان فارسیؓ کا مقام

اے خدا حبیبؒ راعی کے طفیل — ہم گنہگاروں کو دے بخشش کے جام
حضرت معروف کرخیؒ کے لیے — دے ہمارے ہاتھ میں سکھ کی زمام
سری سقطیؒ کے لیے پروردگار — کل جہاں میں کر دے ہم کو نیک نام
روشنی دے خاطر حضرت جنیدؒ — زندگی کی رات ہے تاریک فام
بوبکر شبلیؒ کی خاطر اے خدا — دے گناہوں سے رہائی کاٹ، دام
شیخ واحدؒ کے لیے مولا کریم — کر کرم ایسا کریں ہم نیک کام

حضرت ابوالفرحؒ کے واسطے کر دے اے مولا ہمیں پر احتشام
یا الٰہی خاطر ابوالحسنؒ کر ہمارا دہر میں اونچا مقام
فضل کر بہر سخی ابوسعیدؒ روح کو مل جائے تسکینِ دوام
غوث الاعظمؒ کے لیے ربِ جہاں
کر مجسم تو ہمیں بھی نور فام
تیرے بندے خاص ہیں عبدالوہابؒ ان کی خاطر تُو ہمیں گرنے سے تھام
واسطے میں تو عبیداللہؒ کے عاصیوں کی کر دعا مقبول عام
صاحبڈنہ کے لیے اے رب کریم دولت عرفان دے ہر صبح و شام
خواجہ عبدالحق کی خاطر ربِ نور کر عطا ہم کو بھی نورانی مقام
رب کل بہرِ سچل سرمست شاہؒ کر ہماری بخششوں کا انتظام
واسطے قبولِ محمد اولیں دے سکون و کیف یا ربِ تمام
یا الٰہی نظر محمد کے لیے کر ہمیں بھی لائق صد احترام
واسطہ ہے تجھ کو نجم الدینؒ کا رحمتیں ہم سب پر تُو برسا مدام
دے ہمیں قبول محمد ثانی کے صدقے میں مولائے کل اچھا انعام
بہر محمد شفیع ربِ کائنات دے شفاعت کا ہمیں ہر دم پیام
ربِ اکرم سائیں راضی کے طفیل رحمتوں کی بارشیں کر صبح و شام
منتظر اکرام کے ہیں یا نبیؐ
ہم غلامانِ غلام
مشکلیں کچھ بھی نہیں تیرے لیے
کر دعا مقبول یا رب الانام

حضرت سخی قبول محمد ثانی رحمۃ اللہ علیہ

سخی قبول محمد ثانی کی ولادت 1261ھ میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام جناب فقیر خواجہ نظر محمد سائیں تھا جو آپ کے مرشد بھی تھے۔ آپ اپنے والد محترم کے وصال کے بعد جو 1272ھ میں ہوا تھا تقریباً 12 سال کی عمر آپ سجادہ نشین بنے اور 1343ھ تک اس مسند پہ جلوہ افروز رہے یہ عرصہ تقریباً 61 سال کا بنتا ہے۔ آپ کا وصال 1343ھ میں ہوا۔

حضرت سخی قبول محمد ثانی کو سچل ثانی بھی کہتے ہیں۔ ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ایک بار حضرت سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ نے نانک یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ یوسف! میں نے اپنی پوری زندگی مستی میں گزار دی ہے اور میں نے سخا نہیں کی اور میں سخا کرنے کے لیے چھٹی گادی پہ لوٹ کر آؤں گا۔ تو نانک یوسف قدموں میں گر گئے اور عرض کی کہ مالک! اس فقیر کو اس دنیا میں رہنے کی اتنی اجازت دی جائے کہ میں دوبارہ آپ کا دیدار کر کے پھر اس دنیا سے جاؤں تو سچل سرمست فرمانے لگے کہ ایسا ہی ہوگا۔ اس بات کی تصدیق سوانح حیات حضرت سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ میں محترم علی اکبر درازی صاحب بھی کرتے ہیں اور آپ نے لکھا ہے کہ حضرت سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے تھے کہ "ہماری عمر 105 سال ہے لیکن ہم 15 سال پہلے سرکار عالی مقام کے سلام پہ جائیں گے اور دوبارہ چھٹی پشت میں واپس آ کر عشق کے مقام پہ جلوہ افروز ہوں گے۔ فقیر نانک یوسف عرض کرتے تھے: میری زندگی مجھ سے اتنی وفا کرے کہ میں دوبارہ آپ کی زیارت سے مشرف ہوں۔

جب 1261ھ میں حضرت سخی قبول محمد ثانی کی آمد ہوئی تو پہلے ہی دن فقیر نانک یوسف اپنے فقراء کے ساتھ درازا شریف پہنچے اور جو دستار نانک یوسف کو حضرت سچل سرمست کی عطا کی گئی تھی۔ وہ دستار اٹھا کر حویلی کے

دروازہ پر گاتے بجاتے آئے یہ کلام گا رہے تھے کہ

اللہ دی امان ہووی، پنجتن دی چھاں ہووی
عمر دراز تیڈی، یہ اللہ نگہبان ہووی

اور پہلے ہی دن وہ دستار سخی قبول محمد ثانیؒ کے سر پہ رکھ دی۔

خدمت مرشد

حضرت سخی محمد شفیع سائیں عرف قلندر علی درازی رحمۃ اللہ علیہ کو چودہ سال تک مسلسل مرشد کریم نے اپنی صحبت اور خدمت میں حاضر ڈیوٹی رکھا۔ قریب میں قریب اور فیض درازی عطا فرمایا اور الٰہی راز رموز اور حقیقت حق سے روشناس فرمایا اور جب آپ مکمل اسرار الٰہی سے روشناس ہوئے تو حضرت سخی قبول محمد ثانی نے فرمایا کہ "آپ فقر و فقیری حال، اسرار الٰہی رمز روحانی سے مکمل اپنا مقصود پا چکے ہو اب جاؤ آپ کی ضعیف العمر والدہ آپ کو یاد کر رہی ہے جا کر اس کی خدمت کرو اور حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سلام عرض کرتے رہنا۔"

عزیز واقارب سے ملاقات

حضرت سخی قبول محمد ثانی سے یہ امر ملتے ہی آپ درازا شریف سے سیدھے نارووال شریف اپنے گھر گئے، ماں سے ملے، ملاقات کی، پیار و محبت اور دعائیں حاصل کیں اور اس کی خدمت کرتے رہے اور داتا صاحب کی حاضری بھی دیتے رہے اور کچھ عرصہ گزرنے کے بعد آپؒ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا۔

حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حاضری

والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد حضرت سخی محمد شفیع سائیں سیدھے داتا

حضور رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پہنچے اور مسلسل چودہ سال تک داتا صاحب کی نگری میں حاضر رہے اور رات کے دو بجے حضور داتا صاحب کا طواف کرتے۔ یہ سلسلہ چودہ سال تک مسلسل جاری رہا۔ اس وقت آپؒ اپنے ایک طالب محمد ضمان سائیں کے گھر محلہ بلال گنج میں قیام فرماتے تھے جو داتا صاحب کے دربار کے بالکل قریب تھا۔

طالب و مرید

حضرت سخی محمد شفیع سائیں رحمۃ اللہ علیہ کے طالب، ہماری تحقیق اور کھوجنا کرنے کے باوجود چند مخصوص نام ہی مل سکے ہیں۔ حتمی تعداد اللہ تبارک و تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ ایک لسٹ مجھے اپنے مرشد ہادی حضرت سخی سرتاج فقیر نمانو سائیں صوفی قادری قلندر سے عطا ہوئی جس میں مکمل 16 نام تھے۔ لاہور پرسوز سائیں سے رابطہ ہوا اور مکمل یہ نام معلوم ہوئے:

1. سخی سرتاج فقیر ہادی سخی راضی سائیں صوفی قادری قلندر امن پور شریف تھانہ چوہنگ، لاہور
2. حضرت رحم اللہ سائیں، مدفون شیخوپورہ
3. محمد بشیر سائیں بلال گنج لاہور
4. شفاعت علی سائیں جوہر ٹاؤن لاہور
5. کرمانوالہ سائیں، مدفون حیدر آباد چوہنگ ملتان روڈ لاہور
6. محمد ضمان سائیں مدفون ٹاؤن شپ لاہور
7. احمد حسین سائیں، حال مدفون سرمستی میخانہ قصور
8. رشید سائیں، مدفون سانده لاہور

9 آمین سائیں مدفون مصری شاہ لاہور

10 عطا محمد سائیں

11 اللہ منا سائیں

12 چپ سائیں

13 مٹھا سائیں

14 رنگ علی شاہ

15 مجید سائیں

16 احمد علی شاہ صاحب نارووال شریف

17 محمد رفیق نارووال شریف

18 مکھن سائیں

19 حاجی محمد رمضان سائیں مدفون ملکوال

خلافت

حضرت سخی محمد شفیع سائیں المعروف قلندر علی درازی صوفی قادری قلندر نے اپنے تین طالبوں کے نام ایک خلافت نامہ تحریر کیا ہے جس کی وضاحت حضرت خیال اللہ سائیں نے رسالے دیوان درد عشق میں کی ہے۔ خلافت نامہ جوں کا توں اس طرح ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت بابا سائیں سخی فقیر جناب محمد شفیع صاحب عرف سخی قلندر علی درازی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تمام فقراء طالبان حق کے لیے خلافت یا گدی نشینی کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔

فقر نا کفر نا دین

خلافت

سائیں راضی فقیر، سائیں محمد ضمان، سید احمد علی شاہ صاحب اور دوسرے تمام طالبان حق فقراء کو معلوم ہونا چاہیے کہ نیک و بد چیزیں کچھ نہیں۔ ایسی حالت میں رہنے کا نام فقیری ہے۔ یہ اشخاص گدی اسے جانیں اور تمام عمر استعمال کریں۔ سچے سائیں کا مذہب ہے کہ لا الہ ہو۔ اور تمام اسی حالت میں رہیں۔

تذکرۂ طالبان

حضرت سخی محمد شفیع سائیں قلندر علی درازی رحمۃ اللہ علیہ کے طالبان کا تذکرہ کچھ مفصل طور پہ موصول نہیں ہو سکا سوائے ایک مردِ قلندر سرکار راضی سائیں کے۔ خلافت نامہ میں جن درویشوں کے نام آئے ہیں ان کا بھی تذکرہ کچھ کم ہی مل سکا ہے۔

1 محمد ضمان سائیں رحمۃ اللہ علیہ

محمد ضمان سائیں رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ دیوان دردِ عشق کے ترتیب دینے والوں نے بھی کم ہی کیا ہے۔ اور لکھتے ہیں کہ محمد ضمان سائیں آپ کے خاص طالبان میں سے تھے۔ آپ محلہ بلال گنج میں داتا دربار کے بالکل قریب رہا کرتے تھے اور حضرت محمد شفیع سائیں بہت عرصہ آپ کی رہائش گاہ پہ قیام کیا کرتے تھے۔ حضرت سیدی و مرشدی سائیں راضی سائیں کی پہلی ملاقات اپنے مرشد حق کے ساتھ داتا دربار پہ ہوئی تو سب سے پہلے آپ کو محمد ضمان سائیں کے گھر لے گئے اور حضرت محمد شفیع سائیں رحمۃ اللہ علیہ کا وصال بھی محمد ضمان سائیں کے گھر پہ ہوا اور محمد ضمان سائیں ہی نے آپ کے دیوان عرفان اللہ کو شائع کروایا۔

مختصر تعارف: پنجابی سائیں سے محترم محمد ضمان سائیں کے چند اشعار ہمیں وصول ہوئے ہیں جو آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں:

کافی

خیالِ دلبر شفیع ہو، شافی ہے آیا بن کر امام میرا

اللہ ہادی اللہ ہادی، رہے گا ورد اب مدام میرا

خیال دلبر نے گھیرا پایا، جمالِ شافی شفیعؐ کرایا

جو پایا دلبر ہادی سے پایا، خیال دلبر ہے نام میرا

———☆———☆———

کافی

مست و مست مدام، اللہ مست و مست مدام

اللہ ہادی جس تن رچیا، اوہ مست و مست مدام

یار سجن دے کہنے لگیاں، مل دا جے بہت آرام

امت محمدؐ مصطفیٰؐ دا، علی ہے عین امام

سجدہ آل رسول نوں کر، تعظیماً صبح و شام

محمد ضامن ہے سب دا یارو، ہر ہر خاص و عام

———☆———☆———

کافی

داتا خوب تیرا دربار، جتھے دم دم موج بہار

لاہور داتا دا وسدا خوب، جتھے ملدا ہے محبوب

سارے اٹھ جاون مجوب، جد نظر ہووے سرکار

داتا خوب تیرا دربار

جمعرات نوں روضے ہیٹھ، غریب بھی آون نالے سیٹھ

جو جو آوے رحمت ہیٹھ، پھڑ پھڑ بندے تار

داتا خوب تیرا دربار

عشق اللہ دا پاواں چا، اللہ ہادی ورد بنا

سر تن کر دے عین صفا، تیر اجیھا مار

داتا خوب تیرا دربار

میں ہوں تیرا توں ہے میرا، صدقہ ہادی سن لے شیرا

بھید عشق دا ملے گھنیرا، راز نفی دا یار

داتا خوب تیرا دربار

کرے قبول محمد اللہ، کر دے میری عین تسلے

محمد شفیعؒ ہو ویہہ تجلے، ضمان ہو داتا یار

داتا خوب تیرا دربار

☆ ☆

سید احمد علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سید احمد علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ سرکار کے طالبان خاص میں سے تھے اور مرشد حق کی طرف سے خلافت بھی عطا ہوئی تھی۔ آپ اپنے مرشد کامل محمد شفیع سائیں کے ہم وطن بھی تھے۔ آپ کا تعلق بھی نارووال شریف سے تھا۔ آپ اہل بیت سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کا تذکرہ بھی

دیوان درد عشق میں کم ملا ہے۔ سوائے اس کے کہ سید احمد علی شاہ صاحب نے حضرت محمد شفیع سائیں قلندر علی درازی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا حضور! آپ کی آخری آرام گاہ میرے آستانے پہ نارووال شریف میں ہو۔ آخری ایام میں حضرت محمد شفیع سائیں نے حضرت راضی سائیں سے فرمایا کہ سید احمد علی شاہ اہل بیت خاندان سے تعلق رکھتے ہیں ان کی خواہش ہے کہ میری قبر انھی کے ہاں بنے، اس لیے ہم نے ان کا سوال مانا ہے، تم میرے جسم کو ان کے سپرد کر دینا مگر میں تمھارے ساتھ امن پور شریف میں رہوں گا۔ اس وعدے کے مطابق حضرت محمد شفیع سائیں کی دربار پیر پمن شاہ کے ڈیرے نارووال شریف میں ہے اور سید احمد علی شاہ صاحب کے خاندان سے تعلق رکھنے والے حضرات خدمت کر رہے ہیں۔ اور خود احمد علی شاہ صاحب دربار شریف کے عین دروازے کے ساتھ مدفون ہیں۔

حضرت بابا احمد بخش المعروف بابا کرماں والا سائیں رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بابا کرماں والا سائیں چوہنگ سے ملحقہ گاؤں حیدر آباد میں پیدا ہوئے آپ کا تعلق ارائیں برادری سے تھا اور اپنے گاؤں کے نمبردار تھے۔ اور زمیندارہ کرتے تھے۔ ایک دن اپنے کھیتوں میں کام کر رہے تھے تو حضرت بابا راضی سائیں سے ملاقات ہوئی اور پھر دنیاداری کو چھوڑ کر فقر کی راہ اختیار کی۔ حضرت بابا راضی سائیں نے اپنے ہادی مرشد حضرت بابا محمد شفیع سائیں کا طالب کروایا۔ اور پھر اپنی تمام عمر اپنے ہادی مرشد حضرت بابا محمد شفیع سائیں اور اپنے پیر بھائی حضرت بابا راضی سائیں کی خدمت میں گزاری۔ اور حضرت بابا راضی سائیں کے وصال کے بعد 30 سال تک ہر

جمعرات کو ان کے دربار شریف پر پھول پیش کرتے، ہر سال حضرت محمد شفیع سائیں کے سالانہ عرس کا اہتمام کرتے۔ اور باقاعدگی سے امن پور شریف چوہنگ اور نارووال شریف حاضری دیتے رہے۔ آپ کا وصال یکم جون 2004 میں ہوا اور آپ کا دربار آپ کے آبائی گاؤں حیدر آباد چوہنگ میں واقع ہے، مذکورہ معلومات ہمیں محترم سائیں عمران حیدر صاحب سے موصول ہوئی جو گلشن راوی لاہور میں رہائش پذیر ہیں اور بابا کرماں والے سائیں کے خاص طالبوں میں سے ہیں۔

حضرت حافظ محمد حسن المعروف حضرت فقیر راضی سائیں

صوفی قادری قلندر، امن پور شریف تھانہ چوہنگ لاہور

حضرت محمد شفیع سائیں سرکار کے فقیر کے افق پہ بہت سارے ستارے چمک دمک رہے تھے، کئی نام سرفہرست تھے مگر کسے معلوم تھا کہ اس آسمان پہ عنقریب سورج طلوع ہونے والا ہے جس سے پوری دنیا منور ہو جائے گی اور دیکھتے ہی دیکھتے فقر کے اس مقام پر پہنچ جائے گا کہ دیکھنے والے جس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ وہ پاکباز ہستی جس نے ہزاروں لاکھوں کو جام وحدت پلا کر مردہ دل زندہ فرمائے وہ مرد قلندر تھے حضرت حافظ محمد حسن المعروف حضرت فقیر روشن ضمیر سخی راضی سائیں صوفی قادری قلندر۔

آپ کی ولادت پانچ ۵ محرم الحرام ۱۳۳۵ھ بمطابق 9 جنوری 1915ء بروز پیر ہوئی۔ آپ کے والد صاحب کا نام نامی اسم گرامی بابا کریم بخش تھا۔ آپ خاصخیلی ملک خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کی پیدائش گوٹھ میاں یاسین شاہ تعلقہ کھپرو میں ہوئی۔ حضرت راضی سائیں رحمۃ اللہ علیہ کی

پیدائش کے چند سال بعد بابا کریم بخش کے گھر دوسرا بچہ پیدا ہوا جس کا نام علی بخش رکھا گیا۔ اس دوران آپ کی والدہ ماجدہ اللہ تعالیٰ کو پیاری ہوگئیں۔ آپ کے والد صاحب نے اپنے دونوں بچوں کو ساتھ لیا اور اپنے مرشد حضرت کرم اللہ شاہ جیلانی سجادہ نشین دربار عالیہ حضرت موسیٰ شاہ جیلانی کے پاس قیام پذیر ہوگئے۔ اس وقت کے کامل درویش عالم حافظ غوث محمد شاہ سے آپ نے قرآن شریف حفظ کیا اور ایک کامل ولی کے زیر سایہ آپ کا بچپن گزرا۔ کچھ بڑے ہوئے تو علاقے کے سچے اور باوفا دوستوں سے دوستی کی جن میں قابل ذکر حضرت فقیر بابا نمانو سائیں گھوٹو ہیں جو بعد میں آپ کے طالب اور خلیفہ بنے۔ اس دوران چک شہباز پورا وباوڑہ کے ایک حسین و جمیل سید جمن شاہ صاحب سے محبت وعشق ہو گیا اس کی وجہ سے آپ گھوٹکی سے چک شہباز پور میں اپنے والد صاحب اور بھائی سمیت رہنے لگے۔ مجاز کو حقیقت کی طرف جانا تھا، یہ سیڑھی عبور کرنی تھی۔ تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ محبوب صورت سید جمن شاہ صاحب کا انتقال ہوگیا۔ آپ بہتر جانتے ہیں کہ عاشق کے سامنے سے جب محبوب کی صورت اوجھل ہو جائے تو کیا بیتے گی۔ آپ کا دل ضربیلا ہو گیا۔ آپ مسلسل سترہ روز دن رات سید جمن شاہ کی قبر پہ بیٹھے رہے اور ایسے باتیں کرتے رہے جیسے روبرو ہوتی ہیں۔ سترہ دنوں کے بعد آپ نے اپنے والد صاحب اپنے بھائی اور دوست واحباب کو خیر باد کہا اور اپنے اللہ کریم کو حامی وناصر سمجھ کر مرشد کی تلاش میں ملتان کا رخ کیا۔ ساتھ میں چند علاقے کے لوگ بھی ساتھ تھے۔ عرصہ ایک ماہ ملتان میں مختلف درباروں کی حاضری دیتے رہے لیکن اپنا مقصود مرشدِ کامل کا ملنا نہ دیکھ کر واپس

آئے اور چند روز اپنے چچا سونہارو کے گھر میں گزارے۔

اوائل دور سے ہی اللہ پاک کی محبت وعشق آپ کے قلب میں سمائی ہوئی تھی۔ بچپن ہی میں حضرت موسیٰ شاہ جیلانی گھوٹکی والوں نے بشارت دی تھی کہ ہم نے آپ کی شادی حق سے کر دی ہے اور ساتھ میں حضرت باہو با خدا سلطان العارفین کے دربار پہ جانے کا امر بھی دیا تھا۔ اپنے چچا کے گھر چند روز قیام کے بعد آپ پھر سے اپنے حقیقی مالک مرشد محبوب کی تلاش میں نکل پڑے۔ ہند، سندھ کا سفر کیا، دہلی گئے، اجمیر شریف خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے عرس میں شریک ہوئے، مختلف درباروں پہ جاتے رہے۔ سجادہ نشینوں سے ملاقاتیں کی، اور لکھتے ہیں کہ آپ دوران سفر چار درویشوں کے دست بیعت ہوئے، فیض کی غرض سے خدمت و ریاضت کی مگر وہ درویش کے روپ میں اور کچھ تھے، وہ ذات ابھی تک نہیں مل رہی تھی جو خود سے فانی اور حق تعالیٰ سے باقی ہو۔ یوں سفر کرتے کرتے عرصہ دراز کے بعد آپ دربار حضرت سلطان العارفین پہ پہنچے، دربار پہ حاضری دی، سجادہ نشین سے ملے۔ اور عرض حقیقت پیش کیا۔ سجادہ نشین نے آپ کو ایک کمرہ دیا اور ساتھ میں ایک طالب کی ڈیوٹی لگا دی کہ وہ فقیر کی (سیوا) خدمت کرتا رہے۔ آپ ہمیشہ روزے سے رہتے تھے۔ وہ فقیر وقت پہ لنگر دے جاتا۔ آپ تناول نہ فرماتے ایک الماری میں اٹھا کر رکھ دیتے جو وہ فقیر واپس لے جاتا اور دوسرا لنگر رکھ جاتا۔ اس طرح آٹھ دن گزر گئے۔ اب آپ کو کچھ کھانے کی ضرورت محسوس ہوئی تو آپ کمرے سے نکلے اور باہر تشریف لے آئے۔ ایک دوخت (جال) جس کو سندھی میں کھبڑ کہتے ہیں جسے پھل پیلو لگتے ہیں پیلو کھانے کی

غرض سے کھبڑ پر چڑھ گئے۔ جب کچھ پیلو کھائے اور اترنے لگے تو دیکھا کہ ایک کالا سانپ اژدہا نسل کا نیچے کاٹنے کے لیے تیار بیٹھا ہے۔ پہلے تو آپ نے قدم اوپر اٹھالیا ساتھ ہی خیال آیا کہ نکلا تو عشق کی تلاش میں ہے اور ڈرتا سانپ سے ہے عشق سے بڑا اور کون سا سانپ ہوگا۔ یہ خیال آتے ہی آپؒ نے خود کو سانپ کے اوپر ہی چھوڑ دیا۔ جب نیچے پہنچے تو دیکھا کہ سانپ وغیرہ کچھ بھی نہیں۔ اس گرنے سے آپ نیم بے ہوش ہو گئے تو حضرت باہو رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی۔ حضرت سلطان العارفین نے کچھ چابیاں عطا کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ ہمارے خزانے کی چابیاں لو، ہمارے لنگر سے کھاؤ اور داتا حضور کے دربار لاہور چلے جاؤ اور وہیں سے اپنا مقصود پاؤ۔

علی الصبح آپ سیدھے لاہور روانہ ہوئے۔ پیدل سفر کرتے کرتے چند دنوں میں لاہور داتا صاحب کے دربار پہنچے۔ سلام عرض کیا اور کامل مرشد ملانے کی استدعا کی۔ ساتھ میں بوہڑ کے درخت کے نیچے تکیہ بنا دیا۔ اس وقت آپ ایک مجذوبانہ حال میں تھے ایک پھٹی ہوئی شلوار کے علاوہ کچھ زیب تن نہ تھا۔ رات کو دو بجے داتا صاحب کا طواف کرتے اور مرشد کامل کے ملنے کی دعا کرتے۔ اس اثناء میں اٹھارہ دن گزر گئے لاہور داتا صاحب کے حضور بیٹھے ہوئے۔

طالب و مطلوب کی ملاقات

داتا حضور کے دربار پہ آپ رات کو دو بجے طواف کے لیے جاتے اور اس دوران ایک فقیر پاک درویش سفید پوش سفید ریش مبارک اور نورانی چہرہ کو بھی دیکھتے رہتے وہ بھی روزانہ رات کو دو بجے آتے حاضری اور طواف

کرتے اور واپس چلے جاتے۔ حضرت راضی سائیں بھی اس درویش کو دیکھتے رہتے، حتیٰ کہ اٹھارویں رات آپ کے دل میں خیال آیا کہ اس پاکباز درویش سے ملنا چاہیے۔ جب وہ درویش اپنے حجرہ میں داخل ہونے لگے جو کہ دربار کے عین نزدیک تھا تو دیکھا ایک سرمست نوجوان میرے پیچھے آرہا ہے تو جھڑک کر فرمایا کہ تم کون ہو میرے پیچھے کیوں آرہے ہو چلے جاؤ وہاں جہاں سے آئے ہو۔ اس طرح تین راتیں جھڑکیں ملتی رہیں۔ جب دیکھا کہ داتا صاحب کی حضور سے میری دلی مراد پوری نہیں ہو رہی تو اکیسویں رات بغداد شریف محبوب سبحانی قطب ربانی پیرانِ پیر دستگیر میراں محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جانے کا ارادہ کیا۔ اس ارادے کا آنا تھا کہ اس پاک مرد درویش کی صورت دل میں جاگزین ہوگئی۔ صبح ہوتے ہی اس درویش نے اپنے طالب سے کہا درگاہ کے اندر جاؤ اور سرہانے کی طرف ایک مجذوب بیٹھا ہے اس کے کان میں جا کر یہ بات کہو کہ آپ کو باہر فقیر درویش بابا جی بلا رہا ہے۔ اس طالب نے آکر دیکھا کہ مجذوب درویش بیٹھا ہے۔ اس نے سلام عرض کیا اور آپ کے کان میں کوئی راز کی بات کہی اور کہا کہ میرے ساتھ آؤ باہر بابا جی آپ کو بلا رہے ہیں۔ آپؒ اٹھے اور اس کے ساتھ باہر چل دیے۔ مین دروازے کے باہر نظر اٹھائی تو دیکھا کہ وہی پاک ہستی جن کو میں روز دیکھتا تھا اور مجھے نزدیک بھی نہیں آنے دیتے تھے وہ سامنے انتظار میں بے قرار کھڑے ہیں۔ آپؒ یکدم فقیر پاک درویش کے قدم بوس ہو گئے۔ انھوں نے بڑی محبت وشفقت اور پیار سے اٹھا کر سینے سے لگایا اور منہ سر چوما پھر سندھی زبان میں فرمایا کہ ''بچا اودھان سچی سائیں

جی امانت ھت آیا آھیو'' آپ نہایت عجز میں آ کر بولے''جی میرے مالک یہ مسکین ہند سندھ میں ہر جگہ آپ کو تلاش کرتا رہا، آپ کی خدمت اور آپ کو حاصل کرنیکے لیے حاضر ہوا ہے اللہ داتا کا بے حد احسان ہے جیسا مرشد ہادی میں چاہتا تھا وہ محبوب مرشد ملا دیا، شکر الحمد للہ رب العالمین۔''

حضرت سخی محمد شفیع سائیں آپ کو ساتھ ہی ایک حمام میں لے گئے اور حجام سے کہا کہ اس کے سر اور ریش مبارک کے بال صاف کرو۔ بعد میں غسل کروایا۔ ہاتھوں اور پیروں کے ناخن بہت بڑھے ہوئے تھے وہ آپ نے اپنی جیب سے چاقو نکال کر خود صاف کیے۔ آپ کے جسم پہ پھٹی ہوئی شلوار کے علاوہ کوئی کپڑا زیب تن نہ تھا۔ اس وقت محلہ بلال گنج محمد زمان سائیں کے گھر پہ لے گئے اور اپنے نئے کپڑے پہنائے اور صاف ستھرا رہنے کی تلقین فرمائی اور دست بیعت کر کے صوفی قادری قلندری سچے سائیں کے فقر سے پیوستہ کیا اور طریقت کے اسم سائیں فقیر راضی سائیں کے لقب سے نوازا۔

حسن خود بے تاب تھا جلوہ دکھانے کے لیے

حضرت راضی سائیں رحمۃ اللہ علیہ اپنے محبوب حقیقی کی تلاش میں ہند سندھ مارے مارے پھر رہے ہیں، کوئی حال خیال کا محور و مرکز نہیں مل رہا تھا، پریشان حال ہیں۔ ادھر محبوب حقیقی مرشد کامل چودہ سال اس تمنا میں ہیں کہ مولا مجھے ایسا مرد ملا جو میرے مرشد کے علاقے اور زبان بولنے والا ہو۔ حضرت بابا سائیں صاحب اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں چودہ سال فیض عالم داتا غریب نواز سے دعا کرتا رہا کہ مجھے اللہ کا ایسا طالب عطا فرمایا جو تارک الدنیا، تارک الوطن، تارک الوجود طالب حق اور میرے مرشد کی بولی بولنے

والا ہو یعنی سندھی ہو۔ سو آج حضرت داتا غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے میری دعا قبول فرمائی اور مجھے راضی سائیں ملے۔ میرے دل کی مراد پوری ہوئی اور آپؒ بھی بامراد ہوئے۔ یہ اللہ داتا کا فیض ہے، وہ کسی کو بے مراد اور اپنی رحمت سے محروم نہیں کرتا۔

آستانہ عالیہ امن پور شریف

حضرت صوفی سرتاج مرشد ہادی محمد شفیع عرف قلندر علی درازی نے حضرت راضی سائیں کو تین ماہ تک اپنی مخصوص صحبت میں رکھ کر مجذوبیت اور مستی سے نکال کر سالکیت اور سرت میں لے آئے۔ علم تصوف کے حقائق سے روشناس کر کے فقیری فن و راز و رموز بتا کر طریقت، حقیقت کے حال سے آگاہ کر کے مقام کمال باجمال عطا فرمایا۔ سالکیت و سرمستی حال اور محویت محو صحیح حال صحو بحر عمیق عشق سمندر میں غوطہ زن کر کے وحدت واحد میں مقصود اللہ سے ملا دیا۔ جب آپ نے خود سے فنا اور ذاتِ حق میں بقا حاصل کر لی تو ایک دن مرشد ہادی نے فرمایا کہ راضی سائیں، اب تیرے لیے دو راستے ہیں پہلا یہ کہ اگر تو شادی کرنا چاہتا ہے تو تمھاری شادی کسی بادشاہ کی لڑکی سے بھی ہو سکتی ہے۔ جب آپ نے شادی کا لفظ سنا تو آپ نے زار و قطار رونا شروع کر دیا اور روتے روتے بے ہوش ہو گئے۔ بابا سائیں صاحب نے پیار دلاسہ دے کر پھر صحیح الحال کیا اور پوچھا کہ بیٹے، آپ روئے کیوں۔ تو آپ نے عرض کیا کہ اے میرے دل کے بھید و ہر حال و خیال کے جاننے والے محرم راز مالک! یہ مسکین تیرا تیری ذات پاک کی محبت، یگانگت، عشق حقیقی، درد عشق کے سوا کچھ نہیں مانگتا۔ صرف آپ ہی سے آپ کو دیکھنا چاہتا

ہوں۔ آپ کی ذات کے راستے کے سوا اور کوئی راستہ نہیں جانتا اور تمام
راستے بھول چکا ہوں سوائے تیری ذات ختم کل بات، اور آپ جناب کی دو
راستے والی بات برداشت نہ کر سکا اور رو پڑا۔ آپ باباجی صاحب بھی ساتھ
ساتھ روتے رہے اور فرمایا کہ "اے راضی پتراتوں تاں میرا کلیجہ لٹ لیا اے"
سبحان اللہ الحمد للہ جیسا طالب صادق مانگتا تھا داتا نے ویسا ہی طالب، عاشق
دردمند، مردِ خدا سچا فقیر مجھے عطا فرمایا ہے۔ اور فرمایا کہ چلو پتر فقیر ہی ہونا ہے
تو جاؤ پھر کتھے چل کر آستانہ بناؤ اور جوگ عشق کماؤ۔ آپ نے عرض کیا کہ
سرکار کہاں کدھر اور کس طرف ہو، تو بابا سائیں صاحب نے فرمایا کہ یہ اندر جا
کر داتا صاحب سے پوچھو اور ساتھ ہی آپ نے فرمایا کہ لاہور کے اندر داتا
کی نگری میں ہی ہونا چاہیے، عام راستہ اور شہری آبادی سے دور جہاں
ویرانے جنگل کی طرح تنہائی ہو اور رات کی تاریکی میں ستارے نظر آئیں۔

یہ امر ملتے ہی آپ حضور داتا صاحب کے دربار کے اندر گئے، روحانی
طور پر رجوع کیا، اجازت لی اور جنوب کی طرف منہ کر لیا۔ آگے آ کر نہر کے
کنارے چلتے آئے۔ جب تیرھویں میل پر پہنچے تو وہاں آ کر آپؒ کے قدم
رک گئے۔ ادھر ادھر دیکھا کہ ایک کھالا نہر سے گزرتا ہے۔ کھالے کے ساتھ
بوٹے اور جھاڑیاں ہیں ان میں خلق سے چھپ کر بیٹھ گئے۔ وہاں ہاتھوں سے
جگہ بنالی اور بیٹھ گئے کسی کو پتہ ہی نہ تھا۔ پھر کچھ دنوں کے بعد چرواہوں نے
آپ کو دیکھ لیا اور شک کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔ لیکن جب وہ لوگ آپ سے آ
کر ملے اور آپ ان سے پیار اور اعلیٰ اخلاق سے اور مسکینی سے پیش آئے
اور فرمایا بھائیو! جو تم نے گمان کیا ہے میں وہ نہیں ہوں۔ میں تو درویش فقیر

مسکین ہوں جو محض اللہ پاک کی محبت میں مستانہ دیوانہ ہو کر عام خلق سے روگردانی اختیار کر کے یہاں جھاڑیوں میں آ کر بیٹھا ہوں۔'' وہ لوگ آپ کی پیاری باتوں میں اور پیار میں آ کر پیار محبت کرنے لگے۔ ان لوگوں نے مشرق کی طرف ایک ٹیلہ کی طرف اشارہ کیا اور آپؒ سے کہا کہ اگر آپ درویش ہیں تو اس جگہ پہ ڈیرا لگائیں۔ آپ تیرہ دن وہاں رہے اور پھر اس ٹیلے کی طرف چلے گئے۔ آ کر دیکھا کہ وہ بہت خطرناک جگہ جگہ زہریلے سانپ اور دوسری چیزیں وغیرہ بہت ہیں اور جنات کا گڑھ ہے وہاں کے قریبی لوگ اس جگہ سے ڈر کے مارے دور دور سے گزر جاتے تھے۔ آپؒ کو یہ جگہ بہت پسند آئی اور یہیں ہاتھوں سے ریاضت شروع کر دی بعض دفعہ ہاتھوں میں سانپ بھی آ جاتے تھے سانپوں کو مارتے رہے اور صفائی کرتے رہے اور ایک چھوٹی سی جھونپڑی بنا لی جہاں صرف دو آدمی بیٹھ سکتے تھے۔ مرشد کے امر سے گدا کے لیے جاتے تھے اور جو ملتا وہ چڑیوں اور جانوروں کو ڈال دیتے تھے اور ان سے پیار کر کے دل بہلاتے رہتے تھے۔ رات کو بیدار رہتے تھے اور بلند آواز میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہتے۔ وہاں ایک پرانے درخت کے تنے میں ایک کالا سانپ چھپا رہتا اور رات کو آپ کی تلاوت سننے کے لیے باہر آ جاتا تھا اور مستی میں آ جاتا تھا کیونکہ آپ سوز و گداز سے تلاوت کرتے تھے۔ اس طرح آستانہ عالیہ امن پور شریف کا قیام عمل میں آیا۔

حضرت محمد شفیع سائیں رحمۃ اللہ علیہ کا امن پور تشریف لانا

حضرت محمد شفیع سائیں عرف قلندر علی درازی صوفی قادری قلندر رحمۃ اللہ علیہ

ہر وقت اپنے سچے طالب فقیر کی فکر میں رہتے۔ تقریباً عرصہ دو ماہ کے بعد آپ نے اپنے طالبوں سے فرمایا کہ اے فقراء طالبان آپ لوگ مل کر راضی سائیں کو تلاش کرو کہ وہ اس وقت کہاں ہیں؟ تو انھوں نے عرض کی کہ جناب وہ سندھی آدمی تھا وہ تو واپس چلا گیا ہو گا کیونکہ سندھ کا آدمی یہاں پنجاب میں نہیں رہ سکتا۔ آپؒ نے فرمایا کہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ وہ سندھ چلا جائے کیونکہ وہ میرا عاشق طالب حق ہے اور وہ یہیں کہیں ہے وہ واپس نہیں جا سکتا اور جاؤ اسے تلاش کرو۔ تو انھوں نے لاہور شہر کے درباروں اور مزاروں پہ جانا شروع کیا کہ کسی دربار پہ ہی ہو گا۔ وہ صبح کو تلاش کرنے کو نکلتے اور شام کو آکر عرض کرتے کہ ہم نے تمام درباروں اور مزاروں پہ تلاش کیا ہے مگر راضی سائیں نہیں ملے تو بابا سائیں صاحب نے ان کو ڈانٹ کر فرمایا کہ وہ درباروں اور مزاوں پہ نہیں ملے گا، وہ کہیں ویرانی جگہ پہ جنگل میں ہو گا۔ اس وقت آپ کا ایک طالب مکھن فقیر تھا اور وہ جوانی کے وقت میں چور پیشہ آدمی تھا اور اس علاقے سے واقف تھا ان سے فرمایا کہ تم راضی سائیں کو تلاش کر سکتے ہو۔ اس لیے کہ تم اس علاقے کے واقف ہو۔ جاؤ اور تم ہی راضی سائیں کو تلاش کرو۔ وہ بھی اتفاقاً ادھر چوہنگ کی طرف ہی آیا اور وہاں سے پوچھا کہ کوئی درویش نوجوان کسی نے کہیں بیٹھا دیکھا ہے ساتھ حلیہ بھی بیان کیا تو جن لوگوں نے آپ کو دیکھا تھا انھوں نے بتایا کہ نہر کے مشرقی جانب ایک ٹیلے پہ جھاڑیوں میں نوجوان درویش کو ہم نے دیکھا ہے۔ اس نے کہا کہ میرے ساتھ چلو اور مجھے دکھاؤ۔ وہ ساتھ آئے اور آکر دیکھا کہ راضی سائیں بیٹھے ہوئے ہیں۔ حق موجود بلایا اور بابا سائیں صاحب کا سلام اور پیغام دیا کہ بابا

سائیں صاحب نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم آپ کو تلاش کریں اور ہم آپ کو کافی عرصہ سے ڈھونڈ رہے ہیں۔ یہ ذمہ داری خاص طور پہ مجھے سونپی گئی کہ میں آپ کو تلاش کروں اور آج آپ مجھ کو ملے ہیں تو بڑی خوشی ہوئی ہے۔ اب میں بابا سائیں صاحب کو جا کر بتاتا ہوں کہ میں راضی سائیں سے مل کر آیا ہوں وہ بابا سائیں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ سرکار! میں راضی سائیں کو دیکھ کر آیا ہوں، وہ چوہنگ کے قریب مشرق کی طرف ایک ٹیلے پر جھونپڑی بنا کر بیٹھا ہے۔ اسی وقت بابا محمد شفیع سائیں نے فرمایا کہ مجھے بھی وہاں لے چلو اور راضی سائیں سے ملاؤ، میرا دل ان کے لیے بہت اداس ہے۔ آپؒ طالبان فقراء کے ساتھ یہاں آپ کے پاس تشریف لائے، آپ کو پیار کیا، دعائیں دیں کہ اللہ سچا سائیں آپ کا فقر روشن کرے اور عشقِ حقیقی میں ثابت قدم و سرفراز رکھے۔ بابا سائیں آپ کی جھونپڑی میں بیٹھ گئے اور کچھ دیر بعد اپنے طالبان فقراء سے فرمایا کہ تم لوگ اب جاؤ، اپنے کام کاج کرو کیونکہ تم لوگ ملازمت پیشہ اور دنیاوی کاروبار میں مصروف رہتے ہو، میں راضی سائیں کے لیے ہوں اور راضی سائیں میرے لیے ہیں۔ یہ میرا میں ان کا ہوں جس نے راضی سائیں کو دیکھا اس نے مجھے دیکھا۔ اب میں ان کے ساتھ ہی رہوں گا۔ یہ طالب مطلوب اسی جھونپڑی میں سردی کے موسم میں اوپر نیچے پرالی ڈال کر گزارہ کرتے رہے۔ کانوں کی اس جھونپڑی کو محل سے بہتر سمجھا اور پرالی کا بچھونا پھولوں کی سیج سے اچھا لگا۔ دکھوں کو سکھ جان کر دکھوں سے پیار کیا کسی سے سوال نہیں کیا کہ ہمیں بستر کی حاجت ہے۔ بابا راضی سائیں نزدیکی گاؤں ناصر گنج سے ننگے سر پانی کے مٹکے بھر کر لاتے اور

آنے جانے والے لوگوں کو پلاتے رہتے اور خدمت کرتے۔ کچھ لوگ حقہ پینے کے لیے بھی آجاتے۔ لوگ پانی ضائع کردیتے تو آپ پھر بھر کر لاتے۔ حقہ پینے والوں کے لیے چِلم بھی لگاتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بابا راضی سائیں نے کسی پانی پینے والے کو پانی ضائع کرنے پہ کہا کہ بھائی! یہ پانی پینے کے لیے ہے ضائع کرنے کے لیے نہیں ہے، تو بابا محمد شفیع سائیں رحمۃ اللہ علیہ نے ہادی پاک سے فرمایا کہ ''اے بیٹے پانی ڈولن دا مچ پھولن دا تے فقیرا تیرا کی کم وچوں بولن دا'' اس کے بعد آپ نے کسی سے کچھ نہیں کہا۔ بابا سائیں صاحب ہر جمعرات داتا صاحب کی حاضری کے لیے جاتے اور اپنے ہمراہ راضی سائیں کو بھی ساتھ لے جاتے اور دوسرے دن تشریف لایا کرتے۔

ایک دفعہ سخی محمد شفیع سائیں نے فرمایا کہ میں یہی چاہتا تھا کہ ایسی جگہ رہوں جہاں رات کو صرف چاند ستارے نظر آئیں اور رات کی تاریکی و تنہائی میں اللہ پاک سے باتیں کریں۔ آپ کی یہ جھونپڑی مجھے دل سے پسند ہے۔ یہاں سکون و امن ہے شہر کی طرح شور و غل نہیں ہے۔ رات کی تاریکی، ستاروں کی چمک اور چاند کی روشنی سے دل اور آنکھوں کو ٹھنڈک و راحت ملتی ہے اور محبوب حقیقی کی محویت و حال و خیال میں کوئی حجاب و خلل حائل نہیں ہوتا۔ آج سے آپ کی اس جھونپڑی کا نام امن پور ہے ان شاء اللہ آہستہ آہستہ اس جھونپڑی سے آستانہ امن پور آباد ہوگا آپ کا فقر روشن ہوگا آپ کا اپنا دیوان ہوگا اور درس وحدت و توحید و فقر کا گھر ہوگا۔ میں نے آپ کو اس علاقے کا راجہ بنا دیا ہے آپ راجے بادشاہ ہیں۔ اب طالب مطلوب دونوں اکٹھے رہنے لگے۔

حضرت محمد شفیع سائیں رحمۃ اللہ علیہ نے سخی راضی سائیں کو فقر کی جوگ عطا کی اور مجاہدہ اور ریاضت میں مشغول رکھا اور خوب مجاہدہ کرایا۔ حالانکہ حضرت راضی سائیں صاحب اہل مشاہدہ تھے۔ آپ اپنے مرشد کے دیوانے عاشق تھے۔ محبت اتنی کمال کہ ہر وقت اپنے مرشد کو دیکھتے رہتے اور کبھی نہ تھکتے۔ آپ اپنے مرشد میں اتنے فنا ہو گئے کہ سوائے مرشد کے اور کچھ نظر نہیں آتا تھا اس لیے کہ طالب حق کے لیے فنا فی الشیخ ہونا ہی مقصود ہے۔ جب طالب مطلوب میں فنا ہو جاتا ہے تو مقام بقا باللہ اس کے لیے آسان ہو جاتا ہے۔ جب تک طالب مطلوب میں فنا نہیں ہو گا تو وہ ہر حال، خیال اور مقام سے بے خبر رہے گا کیونکہ جس نے پایا محبت سے پایا۔ آپ فرماتے ہیں کہ یار مجھے محبت سے ملا اور سوز و گداز میں دیکھا اس کی لطافت احاطے میں نہیں ہر ذرے میں اس کا ظہور ہے آپ فرماتے ہیں کہ ہادی مرشد نے مجھے کفر و اسلام اور تمام مذاہب سے آزاد کرایا اور وحدت حقیقی کا جام پلایا میں نے اپنے ہادی محبوب جیسا سچا فقیر پُرنور شفقت والا مخلص درویش کوئی نہیں دیکھا جس نے مجھے اپنی ہستی سے نکال دیا اور اللہ کے عشق و محبت میں سرمست بنا دیا۔ اب میں سوائے اللہ کے کچھ نہیں جانتا۔

کمال محبت کی ایک مثال

حضرت راضی سائیں اپنے مرشد بابا محمد شفیع سائیں سے کس حد تک محبت کرتے تھے اور ان کی غیر موجودگی میں آپ کا عالم کیا ہوتا تھا اس کی ایک چھوٹی سی مثال جو دیوان درد عشق میں موجود ہے آپ کے علم میں لانا ضروری سمجھتا ہوں جس سے پتہ چلے کہ عاشق کے لیے جدائی کا ایک پل بھی کتنا کٹھن

ہوتا ہے۔

ایک دفعہ جناب محمد شفیع سائیں رحمۃ اللہ علیہ نے امن پور شریف میں حضرت راضی سائیں سے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ حضور داتا صاحب کے سلام کے لیے جاؤں اور کچھ دن سیر کروں۔ اگر آپ اجازت دیں تو کچھ دن تک واپس آ جاؤں گا۔ ہادی پاک نے عرض کی کہ یہ آپ کا مسکین آپ کی محبت، مرضی اور رضا میں اپنا کوئی اختیار نہیں رکھتا لیکن آپ کی جدائی سے چین نہ آئے تو پھر کیا کروں؟ بابا سائیں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "اے میرے راضی پتر! میں جلدی آ جاؤں گا اداس نہ ہوویں۔" آپ کو پیار دلاسہ دے کر چلے گئے۔ آپ دو دن داتا حضور رہے اور تیسرے دن نارووال شریف چلے گئے اور راضی سائیں کے لیے ادھر ایک گھڑی سال بھر کے برابر گزر رہی تھی۔ دو چار دن مشکل سے کٹے، چین نہ آیا تو پیدل ہی پیچھے چل پڑے۔ سخی داتا صاحب کی درگاہ اقدس پر پہنچے، سلام عرض کرنے کے بعد آپ محلہ بلال گنج گئے جہاں بابا سائیں پہلے قیام کرتے تھے۔ وہاں سے پتہ چلا کہ بابا سائیں صاحب نارووال تشریف لے گئے ہیں۔ یہ وہ وقت تھا جب پاکستان وجود میں آنے والا تھا۔ لاہور میں مسلمانوں اور سکھوں کی جنگ ہو رہی تھی، قتلِ عام کی وجہ سے ہر سڑک اور گلی گلی لاشیں بکھری پڑی تھیں اور ٹرکوں میں مردے لاد کر دریائے راوی میں پھینکے جا رہے تھے لیکن آپ گھبرائے نہیں اور ریلوے کی پٹڑی کے ساتھ ساتھ پیدل سفر شروع کر دیا۔ راستے میں پانی کے سیلاب سے گزرتے گئے کیونکہ اس وقت سیلاب بھی آیا ہوا تھا۔ آپ لاشیں پانی میں تیرتیں دیکھتے اور چلتے گئے۔ کئی جگہ پانی میں تیر کر گزرنا پڑا آخر آپ تین دن

میں نارووال شریف پہنچے آپ ناواقف تھے اس لیے وہاں سے پوچھا کہ پیر چمن شاہ صاحب کے دربار پر جانا ہے اور وہاں آپ دربار پر پہنچ گئے۔ علی احمد شاہ صاحب وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ انھوں نے آپ سے پوچھا کہاں سے آئے ہو؟ آپ نے فرمایا لاہور سے آیا ہوں اور بابا سائیں صاحب سے ملنا ہے۔ انھوں نے کہا کہ بابا صاحب یہاں دو دن ہوئے آئے تھے ایک رات قیام فرمانے کے بعد اپنی دختر صاحبہ سے ملنے کے لیے ان کے گاؤں تشریف لے گئے ہیں آپؒ نے پوچھا کہ وہ گاؤں کس طرف ہے مجھے راستہ بتا دیجیے۔ انھوں نے بتایا کہ یہاں سے تقریباً چھ سات میل دور ہے آپ کو تکلیف ہو گی۔ آپ نے فرمایا کہ کوئی بات نہیں۔ آپ وہاں سے روانہ ہوئے اور پوچھتے پوچھتے اس گاؤں پہنچ گئے۔ وہاں سے پتہ چلا کہ بابا سائیں صاحب آئے تھے دو دن رہ کر لاہور چلے گئے ہیں۔ آپ نے پھر وہاں سے پیدل لاہور کا رخ کیا۔ تین دن بعد لاہور آئے اور داتا صاحب سلام کر کے بلال گنج گئے تو وہاں آپ کی بابا سائیں صاحب سے ملاقات ہوئی تو بابا سائیں رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا امن پور سے آئے ہو؟ آپ نے فرمایا کہ جی مالک! نارووال سے آپ کے پیچھے پیچھے چلا آ رہا ہوں۔ بابا سائیں کو شدید احساس ہوا اور پُر درد ہو کر رو پڑے کہ اے میرے عاشق پتر کیا تو یہ جانتا ہے کہ میں تجھ سے جدا ہوں، اگر ظاہر میں تجھ سے کوئی گھڑی ادھر ادھر ہو جاؤں تو کیا ہوا، حالانکہ باطن میں تجھ سے جدا نہیں تھا۔ اب آپ اتنی بھی جدائی برداشت نہیں کر سکے تو جب میں دنیا سے پردہ پوش ہو جاؤں گا تو پھر کیا کرو گے۔ آخر اس جسم کی قید سے باہر ہونا ہے اس لیے فراق کی وجہ سے اداس نہیں ہونا

چاہیے تھا۔ اللہ سچے سائیں نے تجھ کو اتنی ہمت بخش دی کہ آپ اس پُر کٹھن وقت میں تکلیف دہ راستہ پیدل عبور کیا۔ آپ کی محبت اور عشق کمال ہے ورنہ یہ کام انسان کی طاقت سے بعید ہے۔ سبحان اللہ عاشق طالب ہو تو ایسا ہو، مگر آیندہ اس طرح ہرگز نہ کرنا۔ آپ کو تکلیف میں دیکھ کر میرے دل کو تکلیف ہوتی ہے۔ اے طالب صدق و صفا راضی بہ رضا پُر درد باوفا فقیر پیارے پتر جب تو نے دیا سر مجھ کو، پھر میں بھی ہو گیا تجھ پر دل فدا۔ تو میرا ہے میں تیرا ہوں۔ تو مجھ میں ہے میں تجھ میں ہوں۔ تو پھر نزدیکی دوری کیا ہوتی ہے اس لیے ہجر و وصال عاشق کے لیے ایک ہے۔ اللہ داتا آپ کو درد محبت عشق باکمال میں ثابت قدم سدا سلامت رکھے، آمین۔

آخری گدا

محمد سہیل سائیں لکھتے ہیں کہ آپؒ ہر وقت ہادی پاک مرشد بابا محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر رہتے۔ آپ کو یہی فکر رہتی کہ مرشد کی خدمت میں کوتاہی نہ ہو اور قریبی گاؤں چوہنگ جاتے اور مرشد کے لیے سیر و گدا کرتے اور جتنی ضرورت ہوتی اتنا لنگر لیتے بلکہ گاؤں والے آپ کو زیادہ لنگر پانی دینے کی کوشش کرتے لیکن آپ اتنا ہی لیتے جتنی ضرورت ہوتی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ گاؤں چوہنگ جو ڈیڑھ سے دو اڑھائی میل ہے شام کو لنگر لینے کے لیے گئے ہوئے تھے ادھر لنگر لینے میں کچھ دیر ہو گئی اسی دوران آندھی و بارش آ گئی جو ایک طوفان کی صورت اختیار کر گئی۔ بہت زبردست طوفان شروع ہو گیا۔ ادھر ہادی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ بہت پریشان ہوئے کہ میرا بچہ سیر گدا کے لیے گیا ہے اللہ خیر کرے۔ ادھر آپ بابا راضی سائیں مرشد پاک کے لنگر کو لے کر

طوفان میں چل پڑے۔ آپ نے لنگر کو اپنے سینے سے لگا لیا اور اوندھے بل چل پڑے تا کہ پانی اور طوفان کی وجہ سے میرے مرشد کا لنگر خراب نہ ہو۔ جب امن پور پہنچے تو حق موجود کہہ کر حاضر ہوئے تو مرشد ہادی پاک آپ کی حالت دیکھ کر رونے لگے۔ میرے بچہ نے میرے لیے کتنی تکلیف اٹھائی ہے، تو آپ نے فرمایا کہ میرے راضی سائیں آج کے بعد آپ کی سیر و گدا بند ہے، آپ کا رزق خود چل کر آپ کے پاس آئے گا۔ اس کے بعد جب صبح ہوئی تو آپ نے دیکھا کہ چند لوگ لنگر و نیاز لے کر آئے اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے اور جاری رہے گا۔

میٹھا کنواں

پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں کہ حضرت راضی سائیں سرکار ناصر گنج سے پانی بھر کر لاتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد حضرت محمد شفیع سائیں کو خیال آیا کہ راضی سائیں کب تک دور سے پانی لاتے رہیں گے یہاں پانی کا ایک کنواں ہونا چاہیے۔ اپنے ماننے والوں سے فرمایا کہ یہاں ایک کنواں لگوا دو۔ انھوں نے کنواں لگوایا تو اس کا پانی نمکین اور کڑوا نکلا یعنی پانی پینے کے قابل نہیں تھا، اس سے کپڑے اور برتن صاف کیے جا سکتے تھے لیکن پھر بھی آپ وہ پانی مالک کی رضا سمجھ کر سات سال تک پیتے رہے۔ بابا محمد شفیع سائیں پہلے ہی نازک طبع تھے اس لیے صحت پر پانی نے مضر اثرات ظاہر کرنے شروع کر دیے۔ ہادی پاک راضی سائیں اور بابا محمد شفیع سائیں بیمار رہنے لگے۔ محمد شفیع سائیں کو سینے کی تکلیف اور کھانسی رہتی تھی۔ اور یہی علامت ہادی پاک کو بھی ظاہر ہونے لگی۔ ایک دن بابا محمد شفیع سائیں کی خدمت میں راضی سائیں نے

عرض کیا کہ یا مالک محسوس ہو رہا ہے کہ مجھے سانس کی تکلیف دمہ شروع ہو رہا ہے، تو بابا سائیں نے فرمایا کہ پتر سچے سائیں سے مانگا تو ہے۔ ہادی پاک اس بات پہ خوش ہوئے کہ سچے سائیں سے مانگی ہوئی چیز میرے لیے اعلیٰ نعمت ہے۔

بابا محمد شفیع سائیں کو خیال آیا کہ اللہ پاک میٹھا پانی دے دے۔ آستانہ کے ساتھ ہی بابا ٹھنڈا سائیں کی زمین پہ اور ایک کنواں کھودنے کا نشان یعنی ٹپہ بابا راضی سائیں نے اس دعا کے ساتھ لگایا کہ:

اللہ میٹھا کھوا کھٹا دے، پانی پاک پلائیں یار
پیون سیتی سرد ہووے دل سینہ، لذت دار بنائیں یار

چڑی جناور راہی مسافر، پی کر دین دعائیں یار
گھر فقر دا خاص امن پور، وسدا ویکھ سدائیں یار
عاشق اپنا راضی رکھیں، روحی رمز رلائیں یار

اور آپ کی یہ دعا قبول ہوئی۔ اللہ پاک نے ٹھنڈا میٹھا پرلذت پانی عطا فرمایا۔ اس چشمہ صحت و شفا سے لوگ غسل کرتے اور ٹھنڈا پانی پی کر پیاس پوری کرتے ہیں۔

اپنے مرشد کی شان میں سرکار راضی سائیں رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حضرت فقیر سخی راضی سائیں صوفی قادری قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا کلام جس میں آپ نے اپنے مرشد ہادی سخی محمد شفیع سائیں سے محبت عقیدت اور عشق کا اظہار کیا ہے وہ مختصراً آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں ورنہ سائیں پاک

کا ایک جامع دیوان دردِ عشق کے نام سے شائع ہو چکا ہے جس کے بارے میں خود سرکار راضی سائیں نے عالم خواب میں صوفی صلاح الدین سائیں المعروف صوفی صاحب سے اس طرح فرمایا تھا۔

حضرت بابا سائیں مرشد کامل کے حضور اقدس میں اس فقیر ناچیز نے عرض پیش خدمت کرتے ہوئے وضاحت طلب کی کہ دیوان درد عشق کے متعلق فرمائیں۔ آپ نے بڑی شفقت اور پرمسرت لہجے میں فرمایا ''اساں دیوان درد عشق اپنے جگر دے خون نال لکھیا اے۔ او طالبین جنہاں دے مرشد حق ہو گئے این، اونہاں واسطے اے راہ ہدایت اے۔'' یعنی ہم نے یہ دیوان درد عشق اپنے خون کے ساتھ لکھا ہے۔ وہ ایسے طالبین جو اپنے مرشد کے وصال اللہ ہونے کے بعد اس کی جستجو میں سرگرداں رہیں ان کے لیے یہ دیوان راہ ہدایت ہے۔

کلام

یار سچے سبحان وے، واحد ویس نورانی پایا
کوئی نہیں باجھوں اللہ، وچ زمین آسمان وے
ہادی محمد شفیع ہویا، ہر جا عین عیان وے
رمز روحانی یار سکھائی، راضی ہو رحمان وے

☆

اللہ ہادی مدامی ہے، میرا دل دا جانی
اصل ہر حال دا محرم، سبو کچھ جان دا جانی

اللہ محمدؐ شفیع راضی، درازی عشق آغازی

انحد و حیندا ساز آوازی، برہ سوزاں دا جانی

☆

ونفخت فیہ من روحی، ساہ معلوم راز کر

سچے محمد شفیع مولا، راضیؔ سرفراز کر

☆

وچھوڑا دتوئی لا کے یار یاری، درداں دکھاں وچ عمر میں گزاری

فنا کر توں فردا صدقہ محمدؐ شفیع ہو شفا دے ہٹا ہر بیماری

☆

بن پھیرے دار فقیر منگاں، در داتا دے خیرات ملے

کراں طواف تساڈا سائیں، سخی سخاوت ذات ملے

میرے دور کرو سب ظلم ظلمد، طفیلے سچے شفیع محمد

صدقہ علی اللہ الصمد، نت عشق لذت جذبات ملے

☆

اے یار حقیقی دلدار الست، تینوں لائق کل القاب آکھاں

کتھے احمد عین علیؑ اللہ، کتھے مرشد شفیع ولی اللہ

ہر صورت خفی جلی اللہ، راضی ویکھن دا اسباب آکھاں

☆

میرا یار قدیم قربات وی توں، میرا پیار محبت چاہات وی توں

کتھے گدا کتھے سلطانی ہے، سب ہی توں دلبر جانی ہے

بن شفیع محمد ذی شانی ہے، ہر شکل نفی اثبات وی توں

☆

اوکھا ملدا مرشد کامل، سوکھا ملدا رب ہے
سچا یار اللہ محمد شفیع، عین علی عجب ہے

☆

میرا مالک داتا، توں صاحب سب دا سچا
دل وچ درد برہوں دا، دکھ دکھ بانبھن مچا
خاص خیال سدا رکھ راضیؔ، سر سبحانی حق دی بازی
شفیع محمد دم درازی، رگ رگ لوں لوں رچا

☆

میں نمانی دے سائیاں، در تیرے تی آئیاں
باہیں ہتھ پھڑائیاں، اکھاں نال ملائیاں
شافی محمد شفیع ہے، محرم راز رفیع ہے
راضی رحمت وسیع ہے، روحی رمز رلائیاں

☆

تھو ہر دم ڈسے نور سجن، منجھ بشر حضور سجن
اللہ محمد شفیع سنجانے، اللہ محمد شفیع سنجانے
اندر ویٹھو تنبو تانے، پل نہ دل تاں دور سجن

☆

اللہ ہادی سچا سائیں، راضی خفی جلی ہے
میرا مرشد کامل محمد شفیع، عین قلندر علی ہے
بحر عمیق سمندر وچوں، کڈھ دتی عشق تلی ہے
اندر باہر عین عیانی، روحی رمز رلی ہے

☆

باجھوں تیرے یار پیارے کون ہے میرا سائیں

تیرے سگاں دا سگ کہاواں روز حشر تائیں

بخش زیارت نام اللہ دے کوجھڑی چاگل لائیں

یار محمد شفیع ہو راضی آہن درس دکھائیں

راز کی باتیں

یہ راز دار باتیں ہیں، سائیں ہادی پاک راضی سائیں کے طفیل سائیں راضی رشید مستانہ سائیں سے حاصل ہوئی ہیں۔ اور یہ وہ باتیں ہیں جو حضرت سخی محمد شفیع سائیں نے اپنے آخری ایام میں خاص الخاص طالبوں کو اپنے دست مبارک سے لکھ دی تھیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مطابق فقیر ہر چہار کلمات شریف

1- لا اله الا الله محمد رسول الله

2- لا اله الا الله عظمة محمد رسول الله خلافة

3- لا اله الا الله بيد قدرته محمد رسول الله رسلته

4- لا اله الا الله حقاً حقاً محمد رسول الله صفاً صفاً

5- له هو تصور

طریقہ ختم شریف الحمد شریف

شب اتوار کو الحمد للہ رب العالمین 552 مرتبہ

شب سوموار کو الرحمن الرحیم 470 مرتبہ

شب منگل وار کو مالك يوم الدين 100 مرتبہ

شب بدھ وار کو اياك نعبد و اياك نستعين 300 مرتبہ

شب جمعرات کو اهدنا الصراط المستقيم 442 مرتبہ

شب جمعہ مبارک کو صراط الذين انعمت عليهم 770 مرتبہ

شب ہفتہ کو غير المغضوب عليهم و لا الضالين 153 مرتبہ

حضرت محمد شفیع سائیں کا وصال

حضرت محمد شفیع سائیں مسلسل چودہ سال تک حضرت راضی سائیں کے ساتھ اکٹھے رہے۔ نمکین اور کڑوا پانی پینے کی وجہ سے محمد شفیع سائیں اور حضرت راضی سائیں کو سانس کی تکلیف رہنے لگی تھی۔ ایک دن بابا محمد شفیع سائیں کو تکلیف زیادہ ہوگئی اور کھانسی کے ساتھ منہ سے خون آنے لگا اور بہت کمزور ہو گئے۔ آپ نے راضی سائیں رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ مجھے شہر لاہور لے چلو وہاں علاج کی سہولت میسر ہے اور آپ کو لاہور محلہ بلال گنج سائیں محمد ضمان کے گھر لے گئے۔ وہاں آپ کے طالب سید احمد علی شاہ صاحب آپ کی تکلیف کا سن کر نارووال سے آئے ہوئے تھے۔ سید احمد علی شاہ صاحب نے پہلے بھی آپ کی خدمت میں یہ سوال پیش کیا تھا کہ آپ کی ڈھیری میرے آستانے پر بنے۔ میں مسکین سید ہوں، آپ سخی ہیں، میرا یہ سوال پورا ہوتو آپ نے ان سے فرمایا جب وہ وقت آئے تو ایسا کر لینا، میں آپ کا سوال رد نہیں کرتا۔ ادھر ہادی پاک راضی سائیں کا بھی یہی خیال تھا کہ میرے مرشد سائیں کی ڈھیری مبارک یہاں امن پور شریف میں بنے گی۔ آپ کا یہ خیال دیکھ کر بابا محمد شفیع سائیں صاحب نے فرمایا کہ اے راضی پتر! انھوں نے سوال کیا ہے کہ میری ڈھیری نارووال میں بنے۔ یہ سید کا بال ہے آل نبی اولادِ علی ہے اس لیے اس کا سوال رد نہیں کیا جا سکتا۔ سو یہ مٹی کی مٹھ (یعنی جسم مبارک) جو نارووال ہی سے ہے وہاں ہی جانے دو اور میری روح تیرے بیچ تیرے اندر سے بولے گی اور باتیں کرے گی پھر بابا

راضی سائیں نے عرض کی کہ سخی مالک میں ہی وہاں نارووال آپ کے قدموں میں رہوں تو بابا محمد شفیع سائیں نے فرمایا کہ ایسا نہیں کیونکہ امن پور آپ کا نشان اور دربار ہوگا اور آپ کا فیض فقر جاری رہے گا۔ جب بابا سائیں کا اس جہان سے کوچ کرنے کا وقت آیا تو بابا سائیں رحمۃ اللہ علیہ نے محلہ بلال گنج رہائش پر سب طالبان فقراء کو بلایا اور سب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میرے پیچھے باتیں نہ کرنا، جو بات کرنی ہے میرے سامنے کرو، ان میں سے ایک طالب بولا کہ جی ہم نے کچھ بھی نہیں دیکھا تو آپؒ فرمانے لگے کہ یہ زمین اور آسمان کے اندر جو کچھ ہے وہ کیا ہے؟ تو وہ بولا کہ یہ تو مخلوق ہے۔ آپؒ جلال میں آ کے بولے کہ میں نے تو تم کو خالق دکھایا اور بتایا تھا اور تم ابھی تک مخلوق دیکھ رہے ہو۔ اتنے میں آپ اپنی چارپائی سے اٹھے اور بابا راضی سائیں سے فرمانے لگے کہ مجھے امن پور لے چلو کیونکہ یہ مکان بھی مخلوق کا ہے وہاں لے چلو جہاں مالک و خالق خداوند پاک کی جگہ ہو میرا ان مخلوق پرستوں سے کوئی تعلق نہیں۔ جب انھوں نے سائیں پاک کا جلال دیکھا تو ڈر کر معافی مانگی اور توبہ کی کہ آپ مجھے معاف فرما دیں میں غلطی پر ہوں تو آپ نے معاف فرما دیا اور جلال سے حال جمال میں آ گئے اور پھر آپ نے فرمایا: اگر کوئی تصویر بنانی ہے تو فوٹو گرافر لے آؤ، اور فوٹو گرافر نے آپ کا مع طالبان فقراء گروپ فوٹو لیا۔ اس کے سوا آپ کی اور کوئی تصویر نہیں تھی اور اسی رات ایک دو بجے کے درمیان آپ کا حق سے وصال ہوا۔ وصال سے پہلے ہادی پاک راضی سائیں کو اشارہ کیا کہ آپ دوسرے کمرے میں چلے جائیں اور سو جائیں۔ بابا جی کے حکم اور امر سے آپ دوسرے کمرے میں لیٹ گئے اور نیند آ گئی۔ خواب

میں دیکھ رہے ہیں کہ مولا پاک حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے ہیں اور بابا سائیں صاحب سے فرمارہے ہیں کہ اے قلندر علی آؤ میرے ساتھ، نجف شریف چلتے ہیں اور آپ مولا علی علیہ السلام کے ساتھ روانہ ہو گئے ہیں۔ اتنے میں آپ جاگ اٹھے اور بابا سائیں کے کمرے میں گئے۔ حق موجود بلایا تو دیکھا کہ آپ اس پنجرے سے پرواز کر چکے ہیں اور ہر جگہ سدا موجود ہو چکے ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

یہ مورخہ 2، 3 رمضان المبارک 1367ھ 3,4 اپریل 1957ء اور 21، 22 چیت 2013 بکرمی بدھ اور جمعرات کی درمیانی شب کے دو بجے واصل حق ہوئے۔

آخری آرام گاہ

دوسرے دن آپ کے جسم مبارک کو غسل دیا گیا اور وہاں سے سخی داتا صاحب کا طواف کرایا گیا اور نماز جنازہ ادا کی گئی۔ وہاں سے بکس میں رکھ کر لاہور اسٹیشن پہنچ کر ایک ڈبہ بک کروایا گیا اور اس میں تیسرے پہر تقریباً چار بجے نارووال پہنچے اور وہاں سے سید احمد علی شاہ صاحب کے آستانے پر آپ کی آخری آرام گاہ بنائی گئی۔

عرس مبارک

ہر سال نارووال شریف میں آپ کا عرس 13 شوال کو بہت عقیدت و احترام سے منایا جاتا ہے جس میں آستانہ عالیہ امن پور شریف کے تمام فقراء مع سجادہ نشین حضرت سخی رحمدل سائیں صوفی قادری قلندر شرکت فرماتے ہیں اور اہل علاقہ لوگ بھی کثرت سے شریک ہو کر اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کرتے ہیں۔

عرفان اللہ

زیرِ نظر کتاب جس کا نام ہی عرفان اللہ ہے جس کا مفہوم ہی اللہ کا عرفان ہے جس کے بارے میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عرفان (معرفت) کتاب سے نہیں سیکھی جاتی بلکہ وجد و سرور براہ راست عملی تجربے سے حاصل کیا جاتا ہے اور یہ باطنی طور پر سینہ بسینہ حاصل ہوتا ہے۔"

عرفان کیا ہے؟ کیسے حاصل ہوتا ہے؟ عرفان علم ہے عرفان عمل ہے، عرفان مشاہدہ ہے یا اس سے بھی کوئی اور حقیقت و معرفت خود میں سمائے ہوئے ہے یا عرفان عارف باللہ کے منہ سے نکلا ہوا وہ شبد ہے جو عین ذاتِ حق کے رموز و اسرار کی عکاسی کرتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنی ہے تو اس کے لیے صاحب دیوان حضرت محمد شفیع سائیں فرماتے ہیں کہ:

جے تو کرنی اللہ دی گھول

تاں مل مرشد دیاں تلیاں پھول

یہاں یہ بات تو واضح ہوگئی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ تک پہنچنے یا رسائی حاصل کرنے یا ان کی معرفت حاصل کرنے کے لیے مرشد کا ہونا لازمی ہے لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مرشد کیسا ہو؟ اس کے اعمال و خصائل کیسے ہوں؟ ورنہ تو اقبال صاحب فرماتے ہیں کہ

خداوندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں

کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری

آج کے اس دجالی دور میں ایک کامل واکمل فقیر کا ملنا بہت مشکل ہو گیا ہے جس کے بارے میں خود راضی سائیں سرکار فرماتے ہیں کہ

اوکھا ملدا مرشد کامل تے سوکھا ملدا رب اے

یہاں سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مرشد کامل واکمل ہونا بھی لازمی ہے اور ملنا بھی بہت دشوار ہے جو کمال درجے تک پہنچا دے اور دنیا کی تمام تر مشکلات سے چھڑا کر اپنے حقیقی مالک اللہ کریم سے تعلق بنا دے جس طرح حضرت باہو سرکار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

مرشد کامل ایسا ہووے جہڑا دو جگ خوشی وکھاوے ہو

پہلے غم ٹکڑے دا میٹے، پھر رب دی راہ وکھاوے ہو

یہاں یہ حاصل مقصد یہ نہیں کہ مرشد مال و دنیا سے طالب کا گھر بھر دے بلکہ یہاں حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرشد طالب کو اس خیال سے بھی آگے نکال دے کہ اے طالب! تیرے رزق اور روزی کا مالک اللہ کریم ہے اس دنیا کے تمام تیرے کام اس نے اپنے ذمے لیے ہیں اور تجھے صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے اس لیے تو سب خواہشاتِ جسمانی ونفسانی سے ہٹ کر اللہ کریم سے ناتا جوڑ لے۔ اور یہ سب تب ممکن ہو گا جب انسان کسی کامل ولی کی صحبت اختیار کرے گا اور فقیر کی حقیقت کو جانے گا ورنہ یہ باتیں ہیں۔ بغیر عمل ومحبت اور قربانی کے کسی کے ہاتھ نہیں آتیں اور یہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی اگر کسی کامل کی نگاہ کرم نہیں

ہوتی تو عمل بھی کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔

کسی بھی فقیر کی زندگی کو دیکھو۔ وہ اپنا مال دنیا، وطن، خویش، اہل و عیال سے حتیٰ کہ اپنی جان سر بھی اپنے محبوب حقیقی مالک کریم کے اوپر قربان کر دیتے ہیں اور وہ دنیا عقبیٰ اور خود سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں اور خود فانی ہو کر مالک کو اثبات کر دیتے ہیں اور حضرت راضی سائیں سرکار فرماتے ہیں کہ ''جب فقیر فنائی کا راز پاتا ہے تب اللہ کو اللہ ہی سے دیکھتا ہے۔

یہاں غور طلب بات یہ بھی ہے کہ صرف مرشد کا کامل ہونا لازمی ہے یا کچھ طالب کے ذمے بھی آتا ہے۔ چلو مان لیا کہ مرشد کا کامل ہونا اولین حیثیت رکھتا ہے جس کی ایک نگاہ سے لاکھوں تر جاتے ہیں مگر طالب کے ذمے جو کچھ ہے اور مرشد کیسا ہونا چاہیے اس کے بارے میں مرشدی ہادی سائیں راضی سائیں مفصل اور جامع طور پہ فرماتے ہیں کہ:

''تمام تعریف اللہ ذات پاک خالق کائنات کے لیے ہے۔ یہ کلام طالب و مطلوب کے حق میں ہے۔ اے طالبان حق! مردان پیر دستگیر! عزیزانِ راضی بہ رضا! اہل طریقت فقراء سچے سائیں کے درویشو! حق موجود اللہ علی مدد، عشق سلامت، دعائے خیر کرتا ہوں، نیاز و سلام دیتا ہوں۔ بعد اس حقیقت سے آپ سب کو واقف کرانا چاہتا ہوں کہ طالب سچے کی پہچان کیا ہے؟ مرشد کامل کی پہچان کیا ہے؟ مرشد کامل وہ ہے جو نہ پیر ہے نہ امیر ہے۔ پس فقط فنا فی اللہ فقیر ہے جس کے دل میں اللہ ہے آنکھوں میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اندر حقیقت ہے باہر شریعت ہے فقیر اللہ کے ساتھ اللہ فقیر کے ساتھ ہے۔ گویا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے میں اللہ کو دیکھ رہا ہوں۔ یار میرے

سامنے، میں یار کے سامنے ہوں وہ سائیں میں نوکر ہوں۔ جو کہتا ہوں وہ سنتا ہے، جو کرتا ہوں وہ دیکھتا ہے۔ جو کچھ جانتا ہوں سب اسی کو جانتا ہوں وہ میرا دوست میں اس کا دوست ہوں۔ وہ مارنے اور زندہ رکھنے پر قادر ہے۔ اے میرے محبوب! تو دیتا ہے پیار مجھ کو، میں رکھتا ہوں یار تجھ کو۔ میں اللہ سے محبت کرتا ہوں اللہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔ قرآن مجید میں آیا ہے یحبھم و یحبونہ یعنی ''وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں اللہ ان سے محبت کرتا ہے۔'' فقیر، صوفی، باصفا بے رنج، بے ریا، بے حرص بے ہوا، سوائے اللہ سب سے فانی ہونے کا نام ہے، حق موجود باقی نابود......

آپ طالب کی طرف آیئے۔ سچا طالب وہ ہے جو سوا اللہ دنیا و عقبیٰ دونوں جہان سے منہ موڑ لے۔ رنگ و بو نقش نما ہر شے سے دل ہٹا کر حقیقی مالک محبوب سے جوڑ لے۔ اپنا کلی اختیار اللہ کی رضا مندی پر چھوڑ دے۔ طریقت میں ثابت قدم رہے گا۔ خود پسند نفس پرست انسان، حرص و ہوا میں پھنس کر ہمیشہ کے لیے مر جاتا ہے۔ یہ خود پسند طالب دنیا لوگوں کا حال ہے۔ اللہ کے طالب کو چاہیے کہ اہل دنیا سے نفرت اور اہل اللہ سے محبت کرے کیونکہ اہل دنیا جھوٹے اور اہل اللہ سچے ہوتے ہیں۔ جو طالب چار یار کسی طرح مرشد مطلوب پر نثار ہو جائے تب ہستی، خودی، دوئی دغا مٹ جاتی ہے۔ اب نہ نزدیکی رہی نہ دوری۔ یہ دوستی ہے پوری۔ جب رضا ایک ہو گئی تب طالب و مطلوب دو نہیں ایک ہے کیونکہ دونوں کی حقیقت ایک ہے جیسے عاشق و معشوق دونوں کا عشق ایک ہے۔ عشق میرا مرشد ہے، میں عاشق ہوں اللہ میرا محبوب ہے۔ عاشق ہونا آسان ہے مگر یار کے درد برھوں کا بار اٹھانا

مشکل ہے۔ اللہ اپنا عشق لگائے تو لگتا ہے، نہیں تو جھوٹا مکری بھگتا ہے۔ طالب ادب حیا والا ہے تو یہی سچا طالب نفس پر غالب آتا ہے۔ امارہ نفس شیطان ہے مطمئن انسان ہے۔ نفس امارہ دنیا دار کا، مطمئن فقیر کا ہوتا ہے۔ دنیا دار کا شریر اور فقیر کا قرار پذیر ہوتا ہے۔ دانا دانا ہے نادان نادان ہے۔ نادان وہ ہے جو ظلم کرتا ہے اپنے آپ پر، دانا وہ ہے جو رحم کرتا ہے اپنے آپ پر۔ لطیف عقل، باسمجھ وہ ہے جس پر اللہ کریم مہربان ہے۔ جاہل اور بے سمجھ وہ ہے جس پر خدا ناراض ہے۔ طالب اللہ محمد مصطفیٰ کا درویش عارف باعرفان دانا ہوتا ہے۔ طالبِ دنیا و عقبیٰ جانور کی طرح مجہول بانسان نادان ہوتا ہے۔ دنیا جھوٹ فریب کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔ اللہ ذات حق سبحانہ، قدیم ہمیشہ حی القیوم بقا ہے اور دنیا باطل ایک تھوڑا وقت ہے بعد ہمیشہ فنا ہے۔ وقت گزر جانے کا نام ہے۔ مسافر بھی گزر جانے کا نام ہے۔ اس جہان میں ہم تم سب اللہ کی طرف سے آئے اور اللہ کی طرف جانا ہے۔ اہلِ دنیا شیطان کے بندے ہوتے ہیں اہل اللہ، اللہ کے بندے ہوتے ہیں۔ اپنے آپ کے دل ارادے خیال کو دیکھو! کہ دل اور نیت اللہ کی طرف ہے یا دنیا کی طرف ہے؟ خلق کی طرف ہے یا خالق کی طرف ہے یہ دو راہ دو راستے ہیں۔ انسان وہ ہے جو اللہ کی طرف جائے۔ شیطان وہ ہے جو دنیا چاہے اور دنیا کی طرف جائے۔

اے انسان! تو اپنے آپ کو کس طرح دیکھتا ہے اللہ سچا ہے سچوں کو پسند کرتا ہے۔ دنیا جھوٹی ہے اور جھوٹوں کو پسند کرتی ہے۔ دنیا دار فضول مغرور، فقیر مقبول و منصور ہے۔ اللہ نور، محمد ظہور ہے، دردمندوں کے ساتھ بے

دردوں سے دور ہے جاری فیض درازی ہے اللہ ہم تم سب پہ راضی ہے۔ حق موجود ہے باقی سب نابود ہے یہ پیغام ختم کلام۔

اہلِ شریعت لوگ ماسویٰ اللہ غیر خدا کو عالم کہتے ہیں یعنی عالم ہر اس موجود کو کہتے ہیں جو سوائے خدا کے ہو لیکن سالکوں کے نزدیک غیر خدا کا وجود ہی نہیں ہے۔ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ''عالم وہ حقیقت ہے جو تمام صفات کے ساتھ روشن ہے اور آگے کہتے ہیں کہ ملکوت و سماوات میں کوئی نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ دوبارہ پیدا نہ ہو'' اس کا مطلب یہ ہے کہ ''قبل الموت انت موتوا'' مرنے سے پہلے مرنا۔ معلوم ہونا چاہیے کہ موت صرف اور صرف نفس کو ہے کُلُ نَفسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ. جب فقیر نے اپنے نفس کو پہلے ہی مار دیا تو وہ مرنے سے پہلے مر چکا، اور مرنا کیا ہے؟ اس کے نفسانی اختیارات اس سے واپس لیے جاتے ہیں، یہ بے اختیار ہو جاتا ہے، ورنہ وہ تو سنتا بھی ہے، دیکھتا بھی ہے، پہچانتا بھی ہے، لیکن یہ جو اپنی مرضی کرتا تھا وہ اب ختم ہوگئی۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ تمھارے اور رب کے درمیان صرف دو قدم کا فاصلہ ہے پہلا قدم نفس پہ رکھو دوسرا قدم اللہ تبارک وتعالیٰ کے دربار میں پہنچتا ہے۔ روح امر ہے، روح کی موت نہیں روح امر رہے گی اور سرکار راضی سائیں فرماتے ہیں کہ

راضی روح نہ مردا سری سر سڈا وے
بنیا بت مٹی دا مٹی وچ سمانا

اس تک پہنچنے کے لیے اس حال حقیقت کو حاصل کرنے کے لیے ایک ایسے ہادی کی ضرورت پڑتی ہے جو ان مقامات سے گزرا ہوا ہو۔ جو خود سے

فانی اور ذات بقا باللہ میں باقی ہو۔ یہ عشق کا میدان ہے یہ علم، عقل اور قیاس کی جگہ نہیں ہے یہاں قیاس آرائیاں نہیں چلتیں۔ حضرت سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

ایویں حق حاصل نہ ہووے
سچو ویکھن نال کتابوں

''کتابوں سے حق نہیں ملتا۔''

فارسی کا شعر ہے کہ

و اہلِ مدرسہ اسرار معرفت مہ طلب
کہ نکتہ دان نشود کرم گر کتاب خورد

''اہل مدرسہ سے معرفت کا اسرار طلب نہ کر کیونکہ کتاب کھانے والا کیڑا نکتہ دان نہیں بن جاتا۔ یہ عرفان کی باتیں ہیں اور باعرفان لوگوں سے حاصل ہوتی ہیں۔''

اور وہ لوگ فقیر لوگ ہیں جن کے بارے میں اقبال صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

ایسا محبوب نہ ہو گا اور نہ کہیں ہے
بیٹھا ہے چٹائی پہ مگر عرش نشیں ہے
کیا کیا نہیں ملتا دو عالم کو تیرے در سے
ایک لفظ نہیں ہے جو تیرے لب پہ نہیں ہے

فقیر کا مقام یہ ہے کہ:

چناں غرق گشتم بدر مائے عش

کہ ہر دم سر از عرش بالا کند

''میں اللہ تعالیٰ کے عشق میں اس طرح غرق ہو چکا ہوں کہ میرا سر عرش سے اوپر رہتا ہے۔''

اور کیوں نہ رہے کیونکہ

میگفت در بیابان رندی دہن دریدہ

عارف خدا نداند کہ نیست آفریدہ

''عارف کا خدا وہ ہے ہی نہیں جو خود عارف کی حقیقت سے الگ ہے۔ پس حقیقت انسان خدا سے الگ نہیں ہے۔''

اس مقام کو حاصل کرنے کے لیے کچھ کرنا پڑتا ہے، اور کیا کرنا پڑتا ہے۔

علم باطن ہمچو مسکہ علم ظاہر ہمچو شیر

کہ ہو دہی شیر مسکہ کہ بود ہی پیر پیر

''علم باطن کی مثال مکھن جیسی ہے اور علم ظاہر دودھ کی مانند ہے۔ جس طرح دودھ کے بغیر مکھن حاصل نہیں ہوتا اسی طرح مرشد کامل کے بغیر اللہ پاک نہیں ملتا۔''

اس کے لیے سب سے پہلا شرط یہ ہے کہ

علم را آموزش اول آخرش ایں جا بیا

جاہلاں را پیش حضرت عشق تعالیٰ نیستی جا

''پہلے علم حاصل کر، اس کے بعد اس جگہ پہ آ، کیونکہ جاہلوں کا

حضرت عشق کے سامنے آنا ممنوع ہے۔''

اور علم کون سا؟ وہ علم جو تمھارے اور رب کے درمیان فاصلوں کو ختم کرے، حجابات دور کرے، ٹوٹے ہوئے رشتوں کو جوڑے، اور تیری حقیقت تیرے سامنے لائے، اور تیری حقیقت تیرے سامنے روشن کرے اور تو خود کہے کہ جسے میں ڈھونڈتا تھا وہ میں خود نکلا۔ اور اس کے حاصل کرنے کا درس اقبال صاحب یوں دیتے ہیں کہ

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اور ہم اپنے رب سے اتنے دور کیوں ہیں؟ ہماری حقیقت ہماری نگاہوں سے اوجھل کیوں ہے ہم اپنے مقام سے انجان کیوں ہیں؟ کیونکہ

تو کہ در بند ہر چیزے، خدا را بندہ چوں باشی

کہ تو در بندہ ہر چیزے کہ ہستی بندۂ آسنی

''تو ہر چیز غیر کے خیال میں ہے اور خدا کا بندہ کس طرح ہو سکتا ہے تو جس کے خیال میں ہے تو اسی کا بندہ ہے۔''

ہم اپنے دم ضائع کر رہے ہیں ہمیں دم دم کا حساب دینا ہو گا۔ اور حضرت سلطان العارفین باہو سرکار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

جو دم غافل سو دم کافر

سانوں مرشد ایویں فرمایا ہو

شعر عرض ہے کہ

نگہداشت از دم را کہ عالم دمی است

دمی پیش دانا، بہ از عالی است

''اپنے دم کی حفاظت کرو کیونکہ یہ سارا جہان ایک دم ہے اور دانا لوگوں کے نزدیک یہ سارا جہان ایک دم ہے۔''

خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ

چپ فرید اسرار کنوں ایں بیہودہ گفتار کنوں

دم غافل نہ تھی یار کنوں ایہو لاریبی فرمان آیا

ایک عارف کا قول ہے کہ اگر تم عشق حقیقی نہیں جانتے تو کچھ دیر کے لیے عاشق مجازی ہو جاؤ اس وقت تم جانو گے کہ غیر محبوب سے عاشق کو تسکین نہیں ہوتی۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ مجاز حقیقت کی سیڑھی ہے۔ جب طالب اپنے مرشد کامل کے پاس پہنچتا ہے تو وہ فقیر وہ مرشد جو نبض شناس ہے وہ مسیحا ہے، اسے معلوم ہے کہ کس جگہ خرابی ہے اور کون سا علاج اسے اثر کرے گا جس طرح اقبال صاحب فرماتے ہیں کہ:

علم کا مقصود ہے پاکی عقل و خرد

فقر کا مقصود ہے عفت قلب و نگاہ

علم فقیہ و حکیم، فقیر مسیح و کلیم

علم ہے جویائے راہ فقر ہے دانائے راہ

فقر مقامِ نظر، علم مقامِ خبر

فقر میں مستی ثواب، علم میں مستیِ گناہ

علم کا ''موجود'' اور فقر کا ''موجود'' اور

اشہد ان لا الہ، اشہد ان لا الہ

آپ نے نہیں دیکھا کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ایک شخص آیا اور کہنے لگا یا حضور! میں ایک بہت عیب دار آدمی ہوں، مجھ میں ہر برائی ہے اور چھوڑوں گا بھی نہیں، اگر آپ چاہیں تو مسلمان ہونا چاہتا ہوں، اور اتنا کر سکتا ہوں کہ کوئی ایک چیز جو آپ فرمائیں چھوڑ دوں گا۔ تو حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس دربار سے کوئی ناامید اور خالی واپس نہیں گیا۔ تم مجھ سے وعدہ کرو آج کے بعد جھوٹ نہیں بولو گے تو اس شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وعدہ کیا کہ آج کے بعد جھوٹ نہیں بولوں گا۔ اور مسلمان ہو گیا۔ تاریخ گواہ ہے دنیا نے دیکھا کہ ایک ہی تیر بہ ہدف نسخے نے کیسا کمال کر دکھایا کہ وہ شخص تھوڑے ہی عرصے میں سب چیزوں سے توبہ کر کے سچے اصحاب کی فہرست میں شامل ہو گیا۔ یہاں بھی وہی کچھ میں نے دیکھا ہے۔

نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی

بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

فقیر کیا درس دے رہا ہے فقیر محبت بانٹ رہا ہے، فقیر ساتھ ہی محبت لایا ہے اور محبت دے رہا ہے، محبت سکھا رہا ہے، نفرتوں کو ختم کر کے اس جگہ پیار کے پودے اگا رہا ہے قوم رنگ ونسل سے نکال کر امن اور پیار دے رہا ہے اور سچ کی تلقین کر رہا ہے اور سچ سکھا رہا ہے حضرت سرکار راضی سائیں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

سچ سنی تے سچ سناویں سچ آکھن نہیں سوکھا یار
سچ اللہ تے سچ محمدؐ سچ دا ڈے تو ہوکا یار

فقیر کیا درس دے رہا ہے فقیر شریعت سے طریقت میں پہنچا رہا ہے طریقت سے حقیقت دے رہا ہے حقیقت سے نکال کر مقام معرفت عطا کر رہا ہے۔ شریعت طریقت حقیقت اور معرفت کی تشریح محبوب سبحانی قطب ربانی غوث صمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی پیرانِ پیر دستگیر اس طرح بیان کرتے ہیں کہ

جو طور طریق ناسوت وملکوت کے درمیان ہے وہ شریعت ہے۔

جو طور طریق ملکوت و جبروت کے درمیان ہے وہ طریقت ہے۔

جو طور طریق جبروت ولاہوت کے درمیان ہے وہ حقیقت ہے۔

آپؒ اس کی تشریح اس طرح فرماتے ہیں کہ "خدائے پاک نے فرمایا کہ جو طور وطریق زمین وآسمان کے درمیان ہیں اس عالم کا نام ناسوت ہے، انھیں جانوروں کا عالم وملک وخلق کا عالم، عالم احساسات کا عالم، عالم شہادت وعالم صورت و عالم ظاہر ہے اور ملکوت کو عالم امر، عالم معقول و عالم قلب و غیب، عالم معنی اور عالم باطن کہتے ہیں اور جبروت کو عالم روح، موجود بالقوت، عالم ممکنات، عالم ماہیات، عالم کلیات بلکہ عالم باطن غیب الغیب و معنی المعنی کہتے ہیں، اور لاہوت ایسا عالم ہے کہ عرش اس کی عزت، کرسی اس کی کبریائی، قدر اس کی لوح، قضا اس کے قلم، آسمان اس کی عظمت، کیوان اس کا غصہ اور برجیس اس کی مہربانی ہے، بہرام اس کا جلال اور خورشید اس کا جمال ہے آگ اس کا غضب اور پانی اس کی رحمت اور خاک اس کی حکمت

ہے، جس کی بقا کبھی نہ زائل ہونے والی ہے۔''

فقیر کا عرفان کیا ہے فقیر اپنے عرفان میں کیا دے رہا ہے فقیر تجھے اپنی حقیقت سے روشناس کروا رہا ہے، تجھے وجود کی حقیقت دے رہا ہے کہ تو خاکی بادی آبی اور ناری نہیں ہے، تو اپنے مقام کو پہنچان دے، تو مسجود ملائک ہے۔ اور آج ان فرشتوں سے ڈر رہا ہے اس سب سے آگے نکل جا کہ

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

فقیر عرفان کس طرح عطا کرتا ہے فقیر تجھے دنیا کی تمام تر خواہشات سے نکال کر تجھے اپنے اندر کے اس مقام تک پہنچا دیتا ہے جہاں رب رہتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں میں اتنا وسیع ہوں کہ میری کرسی کی ایک ٹانگ بھی اس کائنات میں نہیں آ سکتی مگر سما جاتا ہوں تو مومن کے دل میں سما جاتا ہوں۔ ہاں یہ سچ ہے واللہ باللہ سچ ہے وہ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ہے، وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ہے۔ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ہے۔ مگر دکھائی کیوں نہیں دیتا؟ اس کی وجہ کیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے من ہمارے قلب، ہمارے ارادے اور خواہشات دنیا وعقبیٰ سے بھرے ہوئے ہیں۔ ہم نے اپنے دل اتنے میلے کر دیے ہیں کہ ان میں سوائے نفسانی اور دنیاوی خواہشات کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ ہاں اگر اس سے آگے نکل بھی گئے تو عقبیٰ تک رک جاتے ہیں۔ ہم ہیجڑوں اور عورتوں کے مثل ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ دنیا کے طالب مخنث (ہیجڑے) ہیں، عقبیٰ کے طالب مونث (عورت) اور مولا کے طالب مذکر ہیں، جن کے حصے میں

دیدار یار اور جمالِ دوست ہے اور فقیران مردوں کو دنیا سے نکال کر اپنے اندر کی دنیا میں پہنچا دیتا ہے اور اس سے بھی آگے گزار دیتا ہے اور اس مقام پر پہنچا دیتا ہے جس کے بارے میں محبوب سبحانی سرکار اس طرح فرماتے ہیں کہ آدمی کے دل میں خدائے پاک نے سات اطوار وطریقے بنائے ہیں۔ پہلے کا نام صدر یا سینہ ہے جو اسلام ہے۔ یہی طور دل کا پیوست وغلاف یا وسوسوں کا مقام ہے اور تسویل نفس بموجب آیت قرآنی:

یُوَسْوِسُ فِی صُدُوْرِ النَّاسِ ○ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ

"یعنی شیطان خناس لوگوں کے سینوں میں وسوسے ڈالتا ہے جو پوشیدہ فن اور ظاہر لوگ ہیں۔"

دوسرے کا نام دل ہے جو ایمان کی کان، حق اور سچائی کا خزانہ ہے۔ دل کی بینائی جسے بصیرت کہتے ہیں وہ اسی جگہ ہے۔

تیسرے کا نام شفاف ہے اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت وشفقت اور اولیاء وانبیاء سے شفقت وارادت کا یہی مقام ہے۔ پیغمبران علیہم السلام اور مشائخ کبار کی محبت مریدوں سے اور امتیوں سے اس مقام پر ہوتی ہے۔

چوتھے طور کو فواد یا تہدل کہتے ہیں۔ یہ جلال و جمال اور دوسری صفات کے مشاہدوں یا دیکھنے کا مقام ہے بموجب آیت قرآنی، مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ○ جو کچھ اس نے دیکھا اس کے تہدل نے اس کو نہیں جھٹلایا۔

پانچویں طور کا نام جنت القلب ہے خود خدا کے ذوق وشوق اور اس کے عشق ومحبت کا مقام ہے۔ اس جگہ کسی دوسرے کی دوستی کو دخل نہیں۔

چھٹے طور کو سویداء کہتے ہیں۔ یہ غیبی مکاشفات، علم لدنی یعنی حروفِ مقطعات کے معارف کا مقام ہے اور اسرارِ الٰہی و علم الاسماء کا خزانہ ہے بموجب قرآن: وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ''ہم نے آدم کو تمام چیزوں کے نام سکھا دیے۔''

ساتویں طور کا نام بہجۃ القلب ہے اس جگہ ذاتی صفات کا ظہور اور الوہیت کی تجلیات ہوتی ہیں۔

واضح رہے کہ نفس شیطان کو بجز طور صدر یعنی سینے کے اور کسی میں پہنچنے کی مجال نہیں۔

حضرت سلطان العارفین سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بشریت ضد ہے ربوبیت کی۔ پس جس نے بشریت کا پردہ اوڑھ لیا ربوبیت اس سے رخصت ہوگئی۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ مکمل تیس سال جنید سے جنید کی زبان میں باتیں کرتا رہا مگر نہ جنید بیچ میں تھا اور نہ مخلوق کو پتہ تھا۔'' آپ آگے فرماتے ہیں کہ ''ایک دن میرا دل گم ہوگیا۔ میں نے عرض کی کہ یا الٰہی! میرا دل مجھے واپس کرو۔ آواز آئی کہ اے جنید! ہم نے تیرا دل تجھ سے اس لیے چھینا ہے کہ تو ہمارے پاس رہے۔ کیا چاہتا ہے کہ تو غیروں کے پاس رہے؟''

تصوف اسے کہتے ہیں کہ اللہ پاک تجھے تجھ سے فنا کر کے خود میں بقا کردے اور جو شخص مشاہدے کے بغیر اللہ کہے وہ جھوٹا ہے۔ جب تک تو خدا و بندہ کہتا رہے گا تب تک تو شرک میں ہے بلکہ عارف و معروف ایک ہی ہے، درحقیقت وہی ہے خدا، اور بندہ کہاں ہے، سب خدا ہے۔ جیسے کہ سرکار راضی

سائیں فرماتے ہیں کہ:

ڈھا نال یقین بے شک ہے
سب حق ہے حق ہے حق ہے

اب یہ اور بات ہے کہ ہمارے شکوک کیسے نکلیں، ہمیں حق کس طرح نظر آئے وہ بصیرت کہاں سے لائیں کہ ہم جہاں بھی دیکھیں صرف اور صرف تجھے دیکھیں۔ یہ عمل کی بات ہے علم کی بات ہے یا عطا کی بات ہے کیا ہے، لیکن یہ جو کچھ بھی ہے ہمیں تصوف کا علم ہونا اور لازمی ہے کیونکہ باہو سرکار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

''بغیر علم فقر کماوے کافر مرے دیوانہ ہو''

عمل کا ہونا بھی لازمی ہے۔ عمل کیا ہے؟ عمل یہ ہے کہ اپنے کامل مرشد کے امر پر یقین محکم کے ساتھ کھڑا ہو جائے۔ لیکن ہادی پاک راضی سائیں فرماتے ہیں کہ:

جی توں ہوویں رب دا یار
میں مرن توں پہلے مار

اور حضرت سچل سائیں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

عشق عطا الٰہی ہے
نہیں کسب کماون دا

یہ حق ہے یہ سچ ہے کیونکہ راضی سائیں فرماتے ہیں کہ

جے نہ کیتا تو کرم ایویں مفت مرویساں صنم

اس کے کرم، اس کی نگاہ اور اس کی عطا کے بغیر کچھ نہیں ہے لیکن تجھے

امر سے پیچھے نہیں ہٹنا چاہیے کیونکہ روح امر ہے، قرآن امر ہے، اللہ پاک کا بھی امر ہے، فقیر کا بھی امر ہے اور جس نے امر نہیں مانا وہ محرم سے مجرم بن گیا اور لعنت اس کے ذمے آئی۔ جس طالب نے فقیر کا امر اٹھایا، اپنے کامل مرشد کے ہر حکم کے آگے سر تسلیم خم کر دیا تو اس کے لیے فقیر نے حجابات کے سارے بندھن ختم کر کے مقامات کے دروازے کھول دیے، ناسوت سے لے کر ہاہوت تک کی سیر کروادی۔ عارف اور عشاق فقیر ان مقامات کی تشریح اور نفی اثبات کی بامراتب تمیز یوں بیان کرتے ہیں:

(فقیر مسکین رئیس مولا بخش صاحب ٹرہلی ولہار والے کے آستانے پر لکھے ہوئے چارٹ میں مقامات کو کچھ یوں بیان کیا گیا ہے:)

1 مقام ناسوت

اعلیٰ و ادنیٰ صفات کی تمیز ہے

یعنی ادنیٰ صفات کی نفی اور اعلیٰ صفات کا اثبات

2 مقام ملکوت

اعلیٰ و ادنیٰ ذات کی تمیز ہے

یعنی خاکی ہونے کی نفی اور سب کچھ نور ہونے کا اثبات

3 مقام جبروت

عبد، معبود کے اختیار کی نفی

یعنی عبد کے اختیار کی نفی اور معبود کے اختیار کا اثبات

4 مقام لاہوت

نفی اثبات ذات کی نفی

مراتب ذات لا الہ کے ظہور کی نفی اور مراتب ذات الا اللہ محمد رسول اللہ میں ظہور ہونے کا اثبات

نفی اثبات کی حقیقت کا ثبوت ہے

5 مقامِ باہوت

نفی اثبات کل کی تمیز

یعنی نفی کی نفی، اثبات کی نفی، مراتب کی نفی، معرفت کی نفی، گونگا اور لنگڑا

6 مقامِ ہاہوت

نفی اثبات عدم کی نفی

یعنی لا۔ لا الہ سب کچھ کنت کنزا مخفیا سے پہلے تھا۔

لا ظہورہ

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

احدیت وحدت صفات ظہور

اللہ دا اولا ہے انسان چولا

مظہر محمد مکایا چا رولا

شریعت: کنت کنزاً مخفیاً عشق اولین ذات

طریقت: الا اللہ عمل اولین ذات

حقیقت: محمد رسول اللہ مقصود ذات

معرفت: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی بامراتب پہچان

فقیروں نے سمندر کوزے میں بند کر دیا ہے۔ ایک ایک لفظ میں کائنات سمائی ہوئی ہے۔ یہ علم، عقل اور قیاس کی باتیں نہیں ہیں، یہ ان

درویشوں کی باتیں ہیں جنھوں نے ان مقامات کو عبور کیا اور اپنے خونِ جگر سے دیوان تیار کیے اور ہمارے لیے رہنمائی فراہم کر گئے۔ لیکن یہ رہنمائی بھی حق الیقین طالبوں کے حصے میں آتی ہے کیونکہ طالب تین قسم کے ہوتے ہیں:

1۔ علم الیقین 2۔ عین الیقین 3۔ حق الیقین

علم الیقین کی مثال ایک ککھ جیسی ہے جس طرف کی بھی ہوا آئی تو اسے اڑا کر لے جائے گی۔

عین الیقین کی مثال درخت جیسی ہے جہاں پیدا ہوا وہاں پھلا پھولا مگر بڑے بڑے طوفان بھی اسے ساتھ لے جاتے ہیں۔

حق الیقین کی مثال پہاڑ جیسی ہے، کیا سے کیا ہو جائے کچھ بھی ہو جائے وہ اپنی جگہ سے نہیں ہٹتے اور یہی حق الیقین لوگ ہیں جنھوں نے سر دیا اور سر لیا۔ جیسے راضی سائیں سرکار فرماتے ہیں کہ:

لذت عاشقاں نو عشق چکھائی، جنہاں جان جسم دی پروا نہیں
سر دتیاں باجھ نہ رب ملدا، اتھاں کم دلیاں دی جا نہیں
کوئی زہد عبادت کر کر تھکے، بن مرشد رہبر راہ نہیں
رب راضی رہندا خاص فقیراں، جنہاں باجھ خدا کوئی چاہ نہیں

حضرت نصیر فقیر جلالانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”سارے علم میں سے نکتہ سمجھنے والا ہی سمجھنا چاہیے، کثرت کا کیا کریں گے تعداد تو آسمان میں ستاروں کی بھی بہت ہے لیکن ہمیں درکار صرف ایک سورج ہے۔ جو سبق آپ کو ملا ہے وہ ایک ہی سبق یاد کریں تو دونوں جہان سنور جائیں گے۔ جو سبق ملا ہے اسے یاد کریں کیونکہ امتحان آخر ضرور ہوگا۔ غیر وجود سے تب جائے گا جب

صیقل چلایا جائے گا صیقل چلے گا تو غیر ختم ہو گا، اور جو صیقل چلائے گا اس کا سینہ صاف ہو گا۔ صیقل وہ ہے جو تجھے مرشد نے دیا ہے۔''

اور صیقل چلانے کے طریقے فقیروں نے اس طرح بیان کیے ہیں کہ

لطیفہ نفسی

ذاکر کا یہ پہلا لطیفہ ہے۔ اسم اللہ کو سرّہ سے جب کہ اسے لطیفہ نفسی یا قلب نیلوفر بھی کہتے ہیں۔ اس طریقے کو ملاحظہ کرنے سے پہلے باوضو ہو کر قبلہ کی طرف رخ کر کے اپنے سر کو گھٹنوں پر رکھ کے مراقبے کی حالت میں بیٹھنا چاہیے اور مراقبے میں اپنی نگاہ ناف کے اوپر رکھتے ہوئے اسم اللہ اللہ ناف سے دو انگل اوپر قلب سے ذکر کرے اور زبان کو بند رکھے اور اپنے اندر کی آواز میں مشغول رہے اور جیسے استاد شاگرد کو سبق دیتا ہے اسی طرح سالک فقیر بھی طالب کے ساتھ اس عین وقت پہ اللہ اللہ کرے اور یہ مراقبہ ایسا ہونا چاہیے کہ فرش سے عرش تک سوائے ذات حق کے اور دوسرا کوئی بھی خیال نہ آئے اور اس وقت تک جاری و ساری رکھیں جب تک فیض الٰہی اس کو ڈھانپ نہ لے۔

لطیفہ قلبی

قلب بائیں حصے میں ایک مخروطی اور انڈا نما چیز ہے جس کو قلب صنوبری کہا جاتا ہے اور یہ بائیں پستان کے نیچے ہے۔ سالک کو چاہیے کہ صبح دوپہر اور شام گوشۂ تنہائی میں بیٹھ کر زبان کو تالو کے ساتھ ملا کر لفظ اللہ جو باری تعالیٰ کی ذات و صفات پہ حاوی ہے سر کو جھکا کے قلب صنوبری پہ ضرب لگائے۔ تب تک اس لطیفے کو جاری و ساری رکھے جب تک لفظ اللہ قلب سے

سننے میں نہ آئے۔

لطیفہ روحی

جب طالب پہ لطیفہ قلبی کی حقیقت منکشف ہو جائے تو درویش کو لطیفہ روحی کی طرف توجہ کرنی چاہیے کیونکہ یہ لطیفہ حامل انوار الٰہی اور نہ ختم ہونے والی تجلیات کی بنا پہ ہے۔ اس طریقے پہ سالک کو چاہیے کہ اپنی توجہ روح پہ مذکور کرے جو دائیں طرف دل کے سامنے اور دائیں پستان کے نیچے ہے اور لفظ اللہ سے روح کو تلقین کرے۔ یہ اس طرح کرنا چاہیے کہ زبان کو مطلق پتہ ہی نہ چلے اور یہاں اتنا محو و گم ہو جائے کہ عالم اجسام جبروت نظر ہی نظر آئے اور روح جس کا رنگ سبز ہے ملاحظہ کرے۔ جب سالک روح کو اس سبز رنگ میں دیکھے تو یقین کرے کہ اب ذاتِ باری کا عکس اس کے اوپر پڑے گا اور تجلیات اس کے اوپر اس طرح وارد ہوں گی کہ اس کو بے خود بنا دیں گی۔

لطیفۂ سری

جب درویش لطیفہ روحی سے کامل طور پر مستفیض ہو جائے تو وہ اس طرح سمجھ جائے اور جان جائے جس طرح سمجھنے کا حق ہے اس کے بعد اس کو لطیفہ سری کی طرف توجہ کرنی چاہیے اور یہ لطیفہ دونوں پستانوں کے درمیان ہے۔ سالک کو چاہیے کہ مراقبے کے وقت لفظ اللہ اللہ سینے پہ یعنی سری کی جگہ پہ اس طریقے سے کہے جس طرح جانوروں کو سکھایا جاتا ہے مگر زبان کو ہلائے بغیر محض اندرونی آواز سے۔ اس طریقے سے ذکر میں مشغول ہونا چاہیے کہ فکر اور تصور میں ڈوب جائے اور ہر چیز سوائے اس کی ذات کی یاد کے محو ہو جائے۔ تجلیات کے نمودار ہونے کے بعد اس لطیفہ کا رنگ سفید تجلیات میں

وارد ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے عشق کی آگ ہر غیر چیز کو جلا دیتی ہے اور شجر
مراد سے صدائے اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰہُ " کہ میں ہی خدا ہوں" پیدا ہوتی ہے۔

لطیفۂ خفی

لطیفہ سری کے بعد سالک کو چاہیے کہ لطیفہ خفی کی طرف رجوع کرے۔
لطیفہ خفی کا مرکز دونوں حاجبین کے درمیان ہے اور اس کو قلب عبرت اور قلب انوار بھی کہتے ہیں۔ طالب کو چاہیے کہ دونوں بھنوؤں (ابرو) کے درمیان سے لفظ "ھُو" کو اندرونی آواز سے نیچے لے جائے جہاں لطیفہ سری اور لطیفہ نفسی ہے اور زبان کو اس کی مطلق خبر نہ ہو اور حاجبین کے درمیان سے بائیں جانب کھینچے اور لطیفہ سری کے درمیان سے جا کر لطیفہ نفسی تک پہنچائے یعنی "ھُو" کو سر سے پوری قوت کے ساتھ نیچے لائے اور دوسری بار "ھُو" کو حاجبین کے درمیان لمبا کر کے نیچے سے اوپر لے آئے اور یہ عمل دیر تک جاری رکھے۔ بہر کیف ذاتِ مطلق کی تفتیش کرے اور نورِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاجبین کے درمیان تلاش کرے۔ ذات اللہ اور نور رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مدد اور فیض یہاں مانگنا چاہیے۔

لطیفۂ اخفا

لطیفۂ خفی کے بعد طالب کو لطیفۂ اخفا کی جانب توجہ کرنی چاہیے اور اس کا مقام اور نشان ام الدماغ ہے۔ قلب احمر اور قلب مدوّر بھی اس کے نام ہیں۔ اس موقع پر انوار اور اسرار ام الدماغ میں ڈھونڈنے چاہئیں۔ طریقہ یہ ہے کہ لطیفہ قلبی اور اس کے جو اسرار و انوار پوشیدہ ہیں تجھ پہ منکشف ہو جائیں اور اللہ اللہ کی آواز جو ذات پہ پہنچاتی ہے قلب کے اندر سے نمودار ہو اور حقیقت

لطیفۂ روحی اور اس کے آثار و اطوار اللہ اللہ کی آواز روح کے مکان کے اندر سے ظاہر ہو، لطیفۂ نفسی کی کیفیات تجھ پر ظاہر ہوں اور اللہ اللہ کی صدا لطیفہ سری سے ہویدا ہو اور لطیفہ سری بطور بیان معلوم ہو اور تیرے آگے روشن ہو جائے تو طالب کی شایانِ شان یہ ہے کہ یہ آواز جو لطائف سے آرہے ہیں سب کو یکجا کر کے ''ہو'' کی صورت میں لائے، ام الدماغ کے اندر جس کو قلبِ احمر، قلبِ بے رنگ، قلبِ مدوّر بھی کہتے ہیں اور اس کو گیارھواں دروازہ بھی کہتے ہیں ''ہو'' کو اس سے باہر لا کر عرش معلیٰ پہ لے جائے اور یہ تصور کرے کہ عرشِ معلیٰ سے لے کر تحت الثریٰ تک صرف ہو یعنی ذاتِ الٰہی ہی موجود ہے اور یہ بھی تصور کرے کہ تمام موجودات عالم ''ہو'' کے احاطے میں ہیں۔ ھو الاول، ھو الآخر، ھو الظاہر، ھو الباطن، وھو بکل شیء محیط اور اپنی ذات اور صفات کو اللہ کی ذات میں فنا کر دے اور خود کو لاشے یعنی خود کو کچھ نہ سمجھتے ہوئے ذات باری تعالیٰ کو باقی اور موجود جانے اور اس کو لطیفہ اخفا کے سامنے دیکھے۔ کیونکہ خداوندِ عالم اس میں ہی ہے جب کہ اس کا کوئی مکان نہیں ہے مگر کوئی بھی جگہ اس سے خالی نہیں ہے۔

حدیث شریف میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تحقیق فرزند آدم کا جسم بنایا، جسم میں دل، اور دل میں روح، روح میں نفس، اور نفس میں سر، اور سر میں خفی، اور خفی میں اخفا ہے، اور اخفا میں ہوں۔''

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ''اپنے رب کو گڑگڑا کر اور خفیہ یاد کرو۔'' (پارہ نمبر 6، رکوع 14)

اسم اللہ ذات کے خفیہ تصور سے وجود میں غیر مخلوق نور کے 14 لطیفے پیدا ہوتے ہیں۔ خفیہ ذاکر ہمیشہ معرفت توحید مع اللہ، ہمیشہ قرب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مجلس انبیاء اور اولیاء کا ہم مجلس اور ہم سخن ہوتا ہے۔ اس کو اللہ ہی مدنظر اور منظور ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں آتا ہے کہ ''خفیہ ذکر میں تمام نیکیاں جمع ہیں۔''

اب تک ہماری جو بھی بحث ہوئی ہے وہ علم اور عمل پہ ہی ہوئی ہے لیکن عشق جنھیں اپنے آغوش میں لے لیتا ہے انھیں ان اوراد و وظائف سے کوئی سروکار نہیں رہتا اور وہ اس مقام پر چڑھ جاتے ہیں کہ

نہ کوئی میری ذات صفات
نام ہمارا نہ درجات
نہ میں اورے نہ میں پرے
ظاہر ہو یا ذرے ذرے
کن فیکونی حکم سرے
سب وچ میں سمایا

خلق میری کل محتاج
عرش فرش تے میرا راج
میں دریا میں امواج
راضی روپ میرے دا سایہ

کسی عارف کا قول ہے کہ

آن را شیوہ فنا

و فقیر آئین است

نے کشف و یقین نے معرفت نہ دین است

''وہ لوگ جن کا شیوہ فنا فی اللہ ہے اور دستور فقیر ہے ان کو نہ کشف و کرامات کی ضرورت ہے اور نہ ارکان دین جاننے کی ضرورت ہے۔''

وہ اس لیے کہ انھیں عشق اس مقام پہ لے جاتا ہے کہ جہاں حضرت سچل سرمست سائیں فرماتے ہیں کہ:

اگر اپنا قدر جانو، سپہ سالار تم ہو گا

کیا اندر کیا باہر، ہمہ اظہار تم ہو گا

اور یہ قدر کیا ہے؟ یہ اپنی پہچان ہے اور اگر اپنی پہچان نہ کر سکا تو یہ ذکر واذکار بے سود ہیں جیسا کہ حضرت سچل سائیں فرماتے ہیں کہ

قلبی میں نہ قرار، اصل عشق والوں کو

روحی نے لاکھوں رول دیے، اور نہ نفی نفع دار

سری نے سو بھلا دیے، اور خفی نے کیے خوار

اپر اخفا نہیں ہے کوئی، طالب کو تکرار

بغیر پہچان اپنی، سب شیطانی شکار

سچل سب سنسار، اپنے اندر سے معلوم ہوا

اور عشق نے ملنے کے آسان طریقے بتا دیے ہیں کہ حضرت سچل سائیں فرماتے ہیں کہ

میں ہاں وی خیال، ملسان وی نال خیال دے

زہد عبادت تقویٰ طاعت، اے وی کم کشال دے

حضرت احمد سائیں فرماتے ہیں کہ:

صورتِ پیر مغان رکھ، طالبا تو روبرو

روبرو کی رمز سے، ہو حال حاصل ہوبہو

سرکار راضی سائیں فرماتے ہیں کہ

ورد وظائف پڑھ پڑھ تھکا، راضی یار ملیا اخلاقوں

گم کر اپنا نام نشان، گیان گرو وچ رکھ دھیان

☆☆

جے توں کرنی اللہ دی گھول

مل مرشد دیاں تلیاں پھول

☆☆

جے توں ہووہیں رب دا یار

میں مرن توں پہلے مار

حضرت نانک یوسف سائیں فرماتے ہیں کہ

گم ہو کے ویکھ نظارا

آپ سارا محبوب کی صورت میں

آقائے نامدار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ

"جس نے اپنے نفس کو پہچانا تحقیق اس نے اپنے رب کو پہچانا۔"

اور آگے فرماتے ہیں کہ اگر تمھیں رب کو دیکھنا ہے تو

مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاءَ الْحَق

''جس نے مجھے دیکھا تحقیق اس نے رب کو دیکھا۔''

اور حضرت محمد شفیع سائیں فرماتے ہیں کہ

آپ ہویا آدم خدا، بوتہ بشری بھیس بنا
صفت ظاہر کر ذات چھپا، نام محمدؐ آپ رکھا

اک شب ڈھڑا عجب لقا، اسم جسم میں میم جلا
طے کر چودہ زمین سما، ہوا احد وچہ میم ملا

علم چودہ سو سر میں پائے، سر دے عاشق سب سر پائے
اک تھیا ست توڑ وکھائے، سن لوکاں توں ہو کا آ

سچ صدیقؓ یقین صفا، عمرؓ عدل میں سب کھپا
ذوالنورین عثمانؓ حیا، علیؑ تھیا پا سیف سخا

چودہ دہ میں چار ملائے، پیر رکابے دلدل پائے
کیتی مشکل علیؑ کشائے، وصی شفیع سب اک ہوا

تمت بالخیر

مآخذ

جواہر العشاق، مترجم	حضرت گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ
دِیوان دردِ عشق	حضرت خیال اللہ سائیں رحمۃ اللہ علیہ
دیوان دردِ عشق	محمد سہیل سائیں
فرحت الفقر	حضرت خیال اللہ سائیں رحمۃ اللہ علیہ
مختصر تعارف پنجابی سائیں	محمد حسن علی سچلی
سچل جو سنیہو	ڈاکٹر عبدالمجید سندھی
ابیات باہو	
سوانح سچل سرمستؒ	علی اکبر درازی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مناجات

مالک ملک ملک دا، داتا ہے نام تیرا
لَیسَ کَمِثلِہٖ میں، ہر جا مقام تیرا

در حالتِ تصور، کافی ثبوت ثابت
فِی نَفسِہٖ میں ہو کا، ھُو حق کلام تیرا

پہنی قبا شہودی، مسکین بے مثل ہو
جز عین کے عرب میں، جلوہَ تمام تیرا

سچا عدیل تو ہے، دلبر بھی لاج پرور
اور نام کی شرف بھی، رکھنا ہے کام تیرا

معبود لا یزالی، اللہ ہے شان عالی
مقصود ہے شفیع کا، الفت کا جام تیرا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کافی

رنگ لائی ہے حنا حسن کے میخانے سے
کھل گئی دل کی کلی میم کے ڈھل جانے سے

بے نیازی نے تیری ناز ہے بخشا اتنا
بحر وحدت میں گھرا گھر سے نکل جانے سے

مسجد میں کیا سجدہَ ہوا مندر میں پوجاری
سرِ چوگان ہوا ساقی سخا خانے میں

دم آ تو میم ہے ملا موہ میں صیلان کرے
ہو گیا جلوہَ نما نینہہ میں پھنس جانے سے

خَلَقَ اللّٰہُ عَلٰی صُوْرَتِہٖ امر الا اللہ
عین اظہار ہوا نظر میں مل جانے سے

احد بھی محمد ہوا احمد بھی محمدؐ
عجب اظہار ہوا شان شفیع پانے سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مناجات قاضی الحاجات

واہ سبحان اللہ پروردگارا

وحدہٗ وہاب ودود ستارا

زنقشۂ قلزم عجب جلوہ گر ہے
فیاضی تری اور گزارہ ہمارا

کہیں بحر کوہ اور شمس و قمر ہیں
اطاعت میں تیری کھڑے بے سہارا

زمین و آسمان اختر و لوح و کرسی
ملک بھی مداح خواہ ہیں ذات بقارا

نوازش کا تیری ہو انداز کیسے
کہ سب کا تو رازق ہے حافظ پیارا

شفاعت بھی اظہر من الذات اقدس
ہے صلِ علیٰ احمد و آشکارا

پیغمبر ولی غوث اقطاب طلبند
دعا الامان مستجاب اے جبارا

محمد شفیع بھی معاصی پشیمان

کرم کی نظر کا ہے طالب غفارا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض

سخی اللہ علیؑ آشکارا، توں تے مالک ملک خدارا
کوکے کوکر در پہ تمھارے، کر کرم مکرر پیارا

وچ رات فضیلت واری، کیتی احمد وصلِ تیاری
ہوا آپ احد جباری، از اطہر دستِ شمارا

از صفت اثبات شماری، آ ہے عاجز نطق بیچاری
منہ گاہ کچی گل کاری، صدقہ حسنؑ حسینؑ گدارا

آہیوں طالب وصل وچاری، بھیڑی بچھڑی کوجھی نکاری
ننگ پال تو جے در زاری، بن باجھ تیرے نہیں چارا

جیہڑے کردے ظلم صلائیں، پائیں اپنی اینہاں نوں سائیں
کر اپنی توں بول نبھائیں، لیا نام ہووے چھٹکارا

محمد آپ شفیع ہو آیا، وانگوں جنگ احد ہے الائیا
کر عرض قبول خدایا، کریں نعرہ نام سخارا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دعا

آج ہے نو روز کا دن، ہو مبارک یا علیؑ
منتظر فیضِ سخا مخلوق ہے حاضر کھلی

مست ہیں حور و ملک سب نکہت صلوٰۃ پر
از جناب العلیٰؑ وہ آ رہی ہے جو چلی

نغمہ صلِ علیٰ کی مے سے پر مخمور سب
انبیاء مرسل قطب اوتاد حاضر ہیں ولی

پی رہے ہیں حوضِ کوثر باادب غلمان سب
با بقا ہے زیست جن کی حق نما ہادی سبھی

تم ہو مقبولِ محمد پر نوازش تاجِ ما
مشکلیں آسان ہوں عاجز شفیع کی یا سخی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نعت شریف

ہم پی رہے ہیں دم دم مے پاک ذات کی
پروا نہیں ہے ہم کو کسی کشتہ ناز کی

گر حسن کی بھی شوخی کوئی جتائے ہم کو
یہ بھی ہے چند روز عنصر کی بات سی

ناز و ادا ہو بے خود خود تھے سلام کرتے
دیکھی برق جو قادر قلزم کی ذات کی

مطلوب کے رمز کے تھے زرد ہر بھی طالب
موج کرم جو دیکھی اکرم کی ذات کی

قربان کی شفیع نے محمد پہ ہستیِ جاں
ہادی ہو حق کی جس نے اظہر ہے ذات کی

مدح

بلا لو یا علیؑ ایک دم مجھے روضہ انور پر
کہ کرتی ہے دل مضطر کو فرقت پر الم ششدر

سخا کے لفظ نے پائی ہے فوقیت تیرے در سے
تو محبوبِ محمدؐ ہے علیؑ شیر خدا حیدر

نہیں مشکل کشا کوئی سوا تیرے دو عالم میں
توئی خیبر میں صفدر ہے احد میں حامی سرور

کری قدوس نے دعوت محبت کی جو کربل میں
دیے شبیرؑ اور شبرؑ مع طفلان راہ حق پر

نہیں ہے منعمی بھاتی فقط اک آرزو وصلت
ہے موضوعہ جلی ازلی شفیع کی تختی روح پر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دعا

کری فیاضی شاہ درازیؒ سبھی ذلالت دور ہوئی
شاہ محمدؐ تجلہ کیتا چھاتی پُر از نور ہوئی

دین محمد دہر میں آیا نماز روزہ رمضان بنایا
نام بشیر امیر رکھایا عجب گل و گلزار ہوئی

غوث محمد آپ ہو آیا شان شفیع پا حمد الایا
رحم الٰہی سر تے سایہ کل کلام کوہِ طور ہوئی

فضلِ محمدؐ ہے ہمراہی ذوالنورین عثمانؓ سپاہی
ضمن زمین زمان گواہی شکل علیؑ تجلور ہوئی

محمد علی فقیری پائی، رحم اللہ دیا سے روشنائی
کرم اللہ سے سب ثنائی عرض شفیع منظور ہوئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دعا

کری فیاضی شاہ درازیؒ سبھی ذلالت دور ہوئی
شاہ محمدؒ تجلہ کیتا چھاتی پُر از نور ہوئی

دین محمد دہر میں آیا نماز روزہ رمضان بنایا
نام بشیر امیر رکھایا عجب گل و گلزار ہوئی

غوث محمد آپ ہو آیا شان شفیع پا حمد الایا
رحم الٰہی سر تے سایہ کل کلام کوہِ طور ہوئی

فضلِ محمدؒ ہے ہمراہی ذوالنورین عثمانؓ سپاہی
ضمن زمین زمان گواہی شکل علیؑ تجلور ہوئی

محمد علی فقیری پائی، رحم اللہ دیا سے روشنائی
کرم اللہ سے سب ثنائی عرض شفیع منظور ہوئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مناجات

سوا تیرے نہیں حاجت روا کوئی ملا اللہ
حکم ہر میں رواں تیرا کرم بے انتہا اللہ

لقائے معرفت کا منتظر یہ ہی نہیں بلکہ
تمامی تیرے بندوں کی یہی ہے التجا اللہ

کہاں سے آتی ہے من میں یہ میں مانع ہو عرفاں کی
صحیح ایمان ہے تیری جفا صورت وفا اللہ

شانِ شان ابدی میں پڑی ہے عبث کیوں فانی
نقشِ حق سچ نظر دل کر دوئی لے یہ اٹھا اللہ

سچے نور محمد مصطفیٰ اندر محو بے خود
شفیع مخمور مست ازلی رہے لیتا لقا اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درسِ راہ حق

احد احمد ہادی حیدر حق دا راہ بتلایا ہے
قادر قدس قدیم قلندر اندر درس دکھایا ہے

''الف'' دیکھ اللہ عالی، ظاہر اپنے ہونے والی
ہو اک تار آواز نکالی، کن فیکون الایا ہے

''ب'' برہوں سے باغ بہاری، کر ''ت'' تصویر نتاری
ثابت صاف صحیح ستاری، ''ث'' آثار سہایا ہے

''ج'' جمال الحق تعالیٰ، ''ح'' حامی ہر حال اجالا
خالق پاک محبت والا ''خ'' خوش نقش نمایا ہے

''دال'' درازی آہ سن غازی، لذت ''ذال'' ذکر شہبازی
رحمت عشق کری ممتازی، ''ر'' آ راز الایا ہے

''ز'' زاری کر ''سین'' نکاری، سر در تے دھر عرض گزاری
شوکت ''ش'' شرم رکھ ساری، توں سرکار کہایا ہے

''ص'' صبر سب سر سبحانی، ''ض'' ضرب کر قطب ربانی

''ط'' طبقہ تطہیر الشانی، من نشان بنایا ہے

''ظ'' ظاہر ہر آن پیارا، عین علی عالی جاہ سارا

غفلت غین غموں چھٹکارا، نعرہ مار کرایا ہے

''ف'' فوقیت فضل الٰہی، قریب ''ق'' قلب وچ ماہی

کر کامل من نور گواہی، ''ک'' کمال لقایا ہے

لام لگا لا لامکانی، الٰہ ہر رمز عیانی

الا اللہ حق نشانی، شاہنشاہ دکھایا ہے

''میم'' مطہر دم دم ظاہر، اندر رب محمدؐ باہر

حکمت حکم کرم دا ماہر، ہر ہر نام رکھایا ہے

''ن'' نیاز نبی نورانی، ''و'' واحد ''ہ'' ہو حقانی

''ہمزہ'' ''ھ'' ہیکل رحمانی، نت وجہ نظر تکایا ہے

''ی'' یاری کر یاد کرائیں، یار محمد شفیع کہائیں

من مقبول محمد سائیں، توں سرتاج رکھایا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مناجاتِ بدرگاہِ قاضی الحاجات

یا الٰہی جوش میں کب تیری رحمت آئے گی
ہر وقوع حال دل برداشت ہوتی جائے گی

ہر طرح تسلیم ہے تحریرِ ازلی پر گزر
حکم ثانی ہے دعا کر مدعا بر لائے گی

بالیقیں فاعل ہے تو، ہر فعل کا خود آپ ہی
محویت اپنی طبع میں کر رضا تب پائے گی

تو ہی ہے ذات بقا، لازم نہیں تیرے سوا
جو کن کی دھن مرلی میں آ اپنی مجھے سنوائے گی

نفسانیت سے جدا ہے تو تیرے آگے دعا
کر عطا کلی شفا روح حمد شکر بجا لائے گی

تو نہیں مجھ سے جدا تیرا بنایا میں ہوا،
الفت میں اپنی کر فنا، میں تب بقا پھر پائے گی

کہتا ہوں میں قَالُوْا بَلٰی، کل نورِ احدیت ہوا
ذاتِ محمدؐ ہو شفیع، حالت بقا میں لائے گی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بوٹی

بوٹی ملی مزیدار، حمد شکر ہزار
بوٹی لائی اے سرکار، داتا درازی دلدار
پانی الفت کھلا، کیتا اللہ اظہار
بوٹی ملی مزیدار

بوٹی پیر جمائے، پت ڈال سہائے
پڑھدی قالوا بلائے، ازلی الستی کرار
بوٹی ملی مزیدار

بوٹی پھلاں تے آئی، سبزی ہو دی سہائی
بو اثبات دی آئی، رگ رگ ہوئی مہکار
بوٹی ملی مزیدار

سخیا ترس کمائیں، لاج پال کہائیں
سوہنیا سچا سائیں، لا کے چھڈیں نہ وسار
بوٹی ملی مزیدار

محمد شفیع ایہہ وچارا، دکھاں درداں دا مارا
ایہنوں تیرا سہارا، لاویں لطفوں توں پار
بوٹی ملی مزیدار
حمد شکر ہزار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دعا

آلِ نبیؑ اولادِ علیؑ درگاہِ حق تیری
یا گنج بخش داتا علی مخدوم ہجویری

حسنینؑ عین نورِ محی الدینؒ دستگیر
ہند الولی سراجِ جناں معین الدینؒ کی دھیر

ہو قطب الدینؒ اوشی کاکیؒ کی دلی ضمیر
بخشی فرید الدینؒ کو امانت نہ کی دیری
آلِ نبیؑ اولادِ علیؑ درگاہِ حق تیری

تحت الثریٰ سے لے کے تا حدِ لامکاں مقام
پھیلا ہوا حضور کا ہے فیضِ عام عام

حور و ملک ہر آن کہہ درود اور سلام
آدم خود آ صلوا علیہ کی کرتے ہیں پھیری
آلِ نبیؑ اولادِ علیؑ درگاہِ حق تیری

دور از خیال و وہم ہے بالا حضوری شان
جمیع نور اللہ اوصاف کل رحمٰن

اقراری ذرہ ذرہ ہے داتا ہو بے گمان
حقا حقیقت حق ہے یہ اس میں ہے روح گھیری
آلِ نبیؐ اولادِ علیؑ درگاہِ حق تیری

آیا در جناب پہ جو سر جھکا غریب
عاشق ہو مبتلائے دوئی یا زاہد کم نصیب

صاحبِ نظر ہو ملتجی یا منتظر حبیب
نظرِ کرم کریم نے کی، سب کی ہے سیری
آلِ نبیؐ اولادِ علیؑ درگاہِ حق تیری

ناقص ہوں نارسا ہوں پر سائل ہوں آپ کا
حسنت نورانی جھلک کا گھائل ہوں خاکپا

قبول محمد شفیع کے صدقے میں یہ دعا
صورت سخی آباد رہے یا دم میری
آلِ نبیؐ اولادِ علیؑ درگاہِ حق تیری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دعا

رضا ہی ثمر لاتی ہے غریبوں کی دعاؤں کا
ہجر میں رہنے والے صابری سچے گداؤں کا

عجب تسلیم تحریر ازل میں موج ہے مولا
ہوا مشغول فارغ روح شکریہ ہے عطاؤں کا

کریم الذات رب بحر کرم نے جوش میں آ کر
نکالا کفر چن چن کر عدو اپنے فداؤں کا

مہاجر ہو شکار آئے توکل اللہ میاں کے
وہ لیتے ہی رہیں گے اب مزہ محسن جزاؤں کا

صداقت کلمہ والوں کی بنا چاہتی تھی پاکستان
کیا مقبول محمدؐ شفیع ہو پُر خطاؤں کا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درازی انعام

شاہ درازی دان ایہہ دتڑا، لا غرضی دا چولا یار
پہن گلے ہو گل سے باہر، عام میں آلا بھولا یار

نینہہ میں کھوبا آپ ہو دھوبا، چھٹ چھٹ دِتڑا ڈوبا یار
بڈن وچوں جد باہر آیا، ہر دے نور وچولا یار

سک سلائی سچ صفائی، درد دوست دا دھاگا یار
پاگل لال گلال تھیا سے، سنگھ میں شنگھ وچولا یار

دھوپ قرب سے سوئی نکالی، سیف سخا دا سیکا یار
گردا گلمہ گلے پہن کر، رام رحیم پھرولا یار

گیان گھنڈی میں بے خود بیڑا، نہ کھلا نہ بھیڑا یار
با احد ہو احمد اندر، شفیع شفاعت شُعلا یار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درسِ راہ حق

احد احمد ہادی حیدر حق دا راہ بتلایا ہے
قادر قدس قدیم قلندر اندر درس دکھایا ہے

''الف'' دیکھ اللہ عالی، ظاہر اپنے ہونے والی
ہو اک تار آواز نکالی، کن فیکون الایا ہے

''ب'' برہوں سے باغ بہاری، کر''ت'' تصویر نتاری
ثابت صاف صحیح ستاری، ''ث'' آثار سہایا ہے

''ج'' جمال الحق تعالیٰ، ''ح'' حامی ہر حال اجالا
خالق پاک محبت والا''خ'' خوش نقش نمایا ہے

''دال'' درازی آہ سن غازی، لذت ''ذال'' ذکر شہبازی
رحمت عشق کری ممتازی، ''ز'' آ راز الایا ہے

''ژ'' زاری کر''سین'' نکاری، سر در تے دھر عرض گزاری
شوکت ''ش'' شرم رکھ ساری، توں سرکار کہایا ہے

"ص" صبر سب سر سبحانی، "ض" ضرب کر قطب ربانی

"ط" طبقہ تطہیر الشانی، من نشان بنایا ہے

"ظ" ظاہر ہر آن پیارا، عین علی عالی جاہ سارا

غفلت غین غموں چھٹکارا، نعرہ مار کرایا ہے

"ف" فوقیت فضل الٰہی، قریب "ق" قلب وچ ماہی

کر کامل من نور گواہی، "ک" کمال لقایا ہے

لام لگا لا لامکانی، اللہ ہر رمز عیانی

الا اللہ حق نشانی، شاہنشاہ دکھایا ہے

"میم" مطہر دم دم ظاہر، اندر رب محمدؐ باہر

حکمت حکم کرم دا ماہر، ہر ہر نام رکھایا ہے

"ن" نیاز نبی نورانی، "و" واحد "ہ" ہو حقانی

"ہمزہ" "ھ" ہیکل رحمانی، نت وجہ نظر تکایا ہے

"ی" یاری کر یاد کرائیں، یار محمد شفیع کہائیں

من مقبول محمد سائیں، توں سرتاج رکھایا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مناجات

اللہ لا شریک حقیقت کے راز دار
قائم ہے کل ہی تجھ سے محدث کی تار تار

تیرے سوا نہیں ہے کوئی قادر و قدیم
تو ہی ہے سب کا دانا و بینا سخی حکیم

اک امر سے عناصر و ارواح کیے جسیم
کرتا فنا جو چاہتا ہے تو مالک و مختار

قدرتِ کاملہ تیری آگے ہیں سب حقیر
مرسل نبی امام قطب اولیاء فقیر

مخلوق کلھم تجھے کہتی ہے بے نظیر
تیری کریم الذات ہے لا انتہا غفار

ہر ایک ذرہ ذرہ کو ہے تیری ہی پناہ
خاکی ہو بادی آبی یا ناری ہو پُرگناہ

تو نے کیے ہیں تجھ میں ہی ہوں گے آخر فنا
مشکور تیرے ہیں سبھی مومن ہوں یا کفار

پایا نہ تیری شان کا پورا پتہ نشان
شاہد شب معراج میں حضرتؐ کا ہے فرمان

سبحان اللہ ہے لا احصی ثناء تیری امان
مقدور پھر ثناء کا ہو کس کو میرے ستار

ہر حال قول و فعل میں اک تو ہی ہے شریک
اپنے کرم سے صاف ہو لطیف اور باریک

نور محمد ظاہری باطن ہو لا شریک
یا واحد سخی شافی شفیع ظلمت سبھی اتار

اللہ لاشریک حقیقت کے راز دار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کافی

آپ ہویا آدم خدا، بوتہ بشری بھیس بنا
صفت ظاہر کر ذات چھپا، نام محمدؐ آپ رکھا

اک شب ڈھڑا عجب لقا، اسم جسم میں میم جلا
طے کر چودہ زمین سما، ہوا احد وچہ میم ملا

علم چودہ سو سر میں پائے، سردے عاشق سب سر پائے
اک تھیا ست توڑ وکھائے، سن لوکاں توں ہو کا آ

سچ صدیقؓ یقین صفا، عمرؓ عدل میں سب کھپا
ذوالنورین عثمانؓ حیا، علیؑ تھیا پا سیف سخا

چودہ دہ میں چار ملائے، پیر رکابے دلدل پائے
کیتی مشکل علیؑ کشائے، وصی شفیع سب اک ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دعا

مسکین محمد شفیع تِسا وصال دا، پنجتن دا وصل کرائیں
پنجتن دا وصل کرائیں وے مالکا، آبِ وصال پلائیں

حمد بے حد اللہ ذوالجلال توں، قادر کریم بے مثل کمال توں
رازقِ کل نفس لازوال توں، کرم کماون والا سائیں

خاطر اظہار برقعہ میم توں پایا، انا احمد بلا میم کہایا
ابن طالب ہو کے علیؑ الایا، آس پچھاون والا سائیں

شکلِ حسنینؑ ہو کے ہوکا پھرایا، دس لوکاں نوں سر نیزے چڑھایا
پا شہادت سخی نام دھرایا، بھار اٹھاون والا سائیں

میراںؒ دیوان دستگیر جیلانی، عبدی لباس پا ہو قادرؒ صمدانی
دوئی مٹاون خاطر ہوئیوں نشانی، پار لنگھاون والا سائیں

کام کرودھ لوبھ موہ چوپھیرے، لا بیٹھے دکھیے دل تے ڈیرے
ہویا نتاناں رہیا وس نہ میرے، جالا غرور والا سائیں

کنول نما سچا سچ دا موتی، تیر عدل وچ ہووے پروتی
کوچی حیا سوڑے سخا تھیں دھوتی، نتھ بخش مولا سائیں

محمد شفیع بچھڑا بچھڑا عاصی، غرض ادھین ہو کے کر دائے خاکی
وصلوں سہاگن کریں کوثر دے ساقی، برقعہ بقا والا پائیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دعا

یا الٰہ العالمین، غفور مطلق اک خدا
مست بے خود دمبدم کن ہو عطا باقی بقا

موردِ فیض و کرم اور مخزنِ جود و سخا
گنجِ اسرارِ منور سے عطا کر دے ضیا

جلوۂ اکسیرِ احمد سے قلب ہووے سلیم
ہمارا روحی نزع لا الٰہ الا اللہ

اِنَّا اَعطَینٰکَ جام اظہر کوثر شریف
پُرثمر لبریز دیویں یا علیؑ المرتضٰی

صلِ علیٰ بر آلِ پنجتن شانِ لولاک لما
ہر چہار اصحابؓ فقراءؒ باطنی ظاہر صفا

سیدِ حسنی جنابِ پیرِ پیراں دستگیر
کی سخا سے ہو نظر اکسیرِ پُر تاثیر کا

پیر عبدالحقؒ مقبول محمدؐ آشکار
خضر پاس انفاس ہو مسکین شفیع کی ہے دعا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مداح

بے بہا صلِ علیٰ علیؑ مظہرِ نورِ خدا
گنج بخش ہو فیضِ عالم جگ دے داتا راہنما

نورِ چشمِ مصطفیٰؐ ہو لال شاہِ مرتضیٰؑ
حسنؑ کے لختِ جگر شبیرؑ صورتِ با بقا

ہمدم محی الدینؒ ہو روحِ رواں ہند الولی
ناخدائے شاہ شرف آلِ سخی مشکل کشا

مطلعِ انوار کل، لوح و قلم طالع امر
محرم اسرار اللہ دستِ قدرت بہ رضا

بابِ غفاری محمد شفیعؐ سن ناقص گدا
ہے کھڑا حسنت فدا للہ زیارت ہو سدا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام

سلام اللہ حق آلِ نبی داتا علی نوری
صحیح صورت حسنؑ سیرت سخی شبیرؑ کی پوری

نظامِ قدرت اولیٰ کے حاکم صاحبِ بخشش
قضا گرداں کرم ظاہر حکم حقانی منظوری

نقش ہے اسمِ اعظم گنج بخش آقا جی تاج اوپر
فرشتے یاد کر آون کہیں جلوہ ہے کوہ طوری

راحت فیضِ عالم ہو کہ روشن عام ہی روحیں
کریں خاکِ کفِ پا سے عجب اکسیر ہے چُوری

لبوں سے چوم پیشانی کہا مقبول محمدؐ
شفیع شیدائے رویت کو لطف بخشش ہو مشکوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کافی

رام نگر کی راہ کٹھن ہے سہج سہج پب دھرنا رے
ٹلہ توکل تاہنگ ترن کر شینھ قلب مت ڈرنا رے

گیان گوُر و نیشان نظر من موہ موہن میں مرنا رے
جوگی جوگ جگا جسم میں مذہب مان نہ کرنا رے

پنجے چھیک پھرکھ پرتوں ہو ہو واز سمرنا رے
بے سر ہو سُر تار سنبھرول نے ندا کن دھرنا رے

واحد دیس وِراگی ہو دا سینگ ورا وس کرنا رے
ہر ہر میں ہر ہر سوں نیارا ہر اوتار اترنا رے

قل قلندر باہر اندر ہر سر دوس نہ دھرنا رے
اللہ علیؑ محمدؐ ہکڑو شفیع شک نہ کرنا رے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دعا

گنج بخش دی رحمت نیارے رنگ دی
لے لے جاندی جو خلقت خیالوں منگدی

نور قادرِ کمال بے مثال لا زوال
مانے موج وصل مصطفائی سنگ دی

اللہ آپ ہے آیا داتا پیر کہایا
کرے بخشش وچار بناں مند چنگ دی

ذاتِ حق ہے حیات اندر اپنی صفات
میں توں بھی اک بات ساری بے رنگ دی

آدم دی مثل الف لام میم مل
لاجپالی ہے محمد شفیع ملنگ دی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کافی

جے کرنی توں اللہ دی گھول
مل مرشد دیاں تلیاں پھول

دوئی دوڑاوے وڑھے وڑاہ وے
اک ہو اک سان وڑھے وچول

کوڑ کوڑا وے سچ اللہ وے
ہو سچ وچ سچ پھرے پھرول

کہے کہاوے کردا کیرو
کیر کو کہے کہو کینجو بول

گم کر آیا اپنا سب سایہ
شفیع تھیا شب قدری قول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیگر

فقیروں کا شیوہ یہی ہے پرانا
صبر شکر کر کے مقدر نبھانا

نیکی بدی کو سپردِ خدا کر
لا الٰہ میں مست مسکین ہو جانا

مزا اس میں ہے اور مقصود بھی یہ
بقا باللہ تمغۂ نجات ابدی پانا

خوشی رنج کو ایک سا ہی سمجھنا
وقت حال میں وہم دوئی نہ لانا

نہیں غیر کوئی ہے اللہ محمدؐ
شفیع لا مکانی مکیں حق یگانہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مناجات

حقیقت میں حق تو تیرا نام ہے
اندر بھی باہر بھی تیرا کام ہے

اللہ وحدہٗ لا شریک ہے تو
مَیں تیری تُو مَیں میں صبح و شام ہے

بے رنگی میں تیری، ہیں سب رنگ تیرے
یقینی نظر کر، یہ انجام ہے

مثل میں ہو بے مثل خود آشکارا
بلا خوف مالک بآرام ہے

شکر دم بدم کرنا مسکین رہنا
محمدؐ شفیع کا یہ انعام ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باراں ماہ

ماہ محرم، محرم اللہ بے حد کرم کمایا، کن الایا
کرسی قلم گلستان گردوں عرش فرش بے پایا، خوب ٹکایا
بخشش ارادت ازلی عنصر سایہ دار بنایا، کیا رنگ لایا
واہ سبحان اللہ عالی والی شفیع کہایا، عشق لیایا

ماہ صفر، صاحب سلمانی ذاتی پیوند پایا، قرب کمایا
پڑھ بسم اللہ روح رحمانی آب صفا وچہ آیا، گل اگایا
نام محمد صلِ علیٰ و آلہ فرمایا شان ودھایا
نعمت نور حیا مطہر ہر طرفوں چمکایا، شفیع سہایا

ماہ ربیع الاول، رب آدم وچہ روح ریجھایا، خیال وسایا
اشرف روپ شہودی پنجتنی پاک پیراہن پایا، عشق سجایا
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھایا، چانن لایا
اخی محمد، وصی امام، الحق علیؑ سر سایا، شفیع رکھایا

ماہ ربیع الثانی، راز رحمانی، حق نشانی، راحم ذات دی
سی انور دوسرا چن امام حسنؑ زمین زمن کرن جہات دی

سخی شاہنشاہ امام تیسرا جان جہاز حسینؑ کنجی کل بات دی
رہیا دمبدم لاج نبھا شفیع سر آخود بھیس وٹا شکل دن رات دی

ماہ جمادی الاول جامہ جان محمدؐ علیؑ امام حسنؑ حسینؑ علیم دا
گل زین العابدینؑ امام چوتھے سچ صحیح نشان، آلمؑ دا
پنجویں خاص محمد باقرؑ راضی حکم خدا تے شاکر شیشہ صاف سلیم دا
یا شاہنشاہ تو اک خدا دل وچہ دکھا محبوب محمد شفیع یتیم دا

ماہ جمادی الآخر جعفر صادق چھیواں شان شوہ پچھان
نور و نور فراغ پیشانی بنی الف عیان فیض رسان
رخسارے لب لال لاہوتی چشماں عین عرفان، علیؑ وکھان
کرو قبول محمد شفیع دی ہر مشکل آسان، الاماں الامان

ماہ رجب روح الاسلام محمد موسیٰؑ کاظم امام ستویں پیرا میر جی
غوث قلندر قطب سوالی در تے آیا گیا نہ خالی کدی وی کوئی فقیر جی
بالحق ذات صفات حضوری ہر دم گزرے وچہ منظوری عاجز تسا ہوتے ہیر جی
یا محمد شفیع مسکین رحمت دا محتاج آدھیں مولاؑ دستگیر جی

ماہ شعبان شب قدر لقا محمد علی موسیٰ رضاؑ اٹھویں حق امام سیف کلام جی
کرم کریم کمال کمایا روضہ عالیشان بنایا سہرا لکھ صلوات سہایا
پڑھے سلام مدام جی

فوق الادب غلاف طہر لوح تعویذ اکسیر ہے ظاہر، نام آقائے ہے انام ہے
کوثر جام جی

محمد شفیع فقیر نتاناں دکھاں بھریا غماں رنجاناں مہر فضل
بخش عام عشق آرام جی

ماہ رمضان راز الالہام محمد تقی علیہ السلام ناںویں صاحب قرآن جی
اللہ اکبر حسنِ الٰہی، یوسف فریفتہ رف رف سپاہی حوراں کل
قربان ملک غلمان جی

درس بہشتی قبہ قدسی کلس الستی عاشق ہو دربان کھلا رضوان جی
ظاہر باطن روح دم نال قبول محمد شفیع ہر حال دل وچہ لوئے
جمال لال آسان جی

ماہ شوال شفیع الوراء محمد علیؑ نقیؑ صفا دسویں چن سخی آلِ عبا
مخزن معلومات ظاہر محبوبانہ مکھ مزمل حامی روز جزا خیر الوراء
موتوا قبل الانت موتوا کر ہر حال رہے اللہ ہو موذی کھوہے پا خوف مٹا
مقبول محمد شفیع انکسار سدا کریندا ہے دیدار وچہ قلب دم
ہر دوسرا خیر الوراء

ماہ ذیقعد ذوالفضل الباب محمد حسن عسکری جناب یارہویں سنو آواز جی
منتظر منصور ہو مست مجنوں رہیا تاہنگ کر وست دراز آ بندہ نواز جی
حد عشق لا حد دی تیک احد پردہ دوئی اٹھاؤ شہباز ملو
ہمراز جی

دستگیر قبول محمد شفیع ظاہر باطن وچ رہے نیاز کرم ممتاز جی

ماہ ذوالحج، ذوالمنن رب کرائیں رج زیارت محمد مہدی آخر زمان دی
بارہویں مطلق عنان حیدر کمان عظمت شان غلام الم رحمان دی
امانت عین البقا بتول بنت محمدؐ رسول اللہ دے مقبول مولا حسین دی
جل شانہ سمیع غفار ظلمت گردش سروں اتار مراد ملا دیدار
محمد شفیع انسان دی

سی حرفی

''الف'' اٹھ روحا چل مل بوہا سید پاک محبوب سبحان دا توں
محی الدین میراں دستگیر پیراں غوث الاعظم بے مثل سلطان دا توں
جتھوں اولیاں علم ولایت پڑھیا لاج پال سخی عالی شان دا توں
محمد شفیع مسکین ادھین ہو کے پانویں وصل وحدت شاہ جیلان دا توں

''ب'' باغ اندر درس داد رسی میراں آپ توں آن کے لایا ای
عشق لہر والا موتو سیر ولا درس دیونے دا ذمہ چایا ای
کئی پڑھن بقا دی بہہ پٹی کئیاں قلب سلیم کرایا ای
تیری صفت وصی سن محمد شفیع دستگیر ہوویں در تے آیا ای

''ت'' تاہنگ تیری وجہ جان میری ہوئی آن بوری کھپدی جاوندی اے
کشتی آس میری گھمن غماں گھیری ڈولے کھاوندی تے گھبراوندی اے
وائے حرص ہلی کیتی آن جھلی چھل ڈین وانگوں چھل جاوندی اے
الغیاث میراںؒ روح محمد شفیع بڈھی مائی وانگوں کرلاوندی اے

''ث'' ثنا تیری ہوئی غذا میری تیرے قرب گھیری سرکار میراں
دلّی دلاں والی ہوئی آن خالی واسا کریں والی نہ وسار میراں
ہتھ پیر جوڑے کھڑی کراں ہوڑے ہے دیہہ نال ایڈ توڑے پھڑ تار میراں
محمد شفیع جیہی پڑ کوجھڑی نوں گل لا سینہ کریں ٹھار میراں

"ج" جان بھاویں توں نہ جان میراں اوڑک جان پھر بھی بندی تیریاں میں
پانواں لکھ پھیرے گردے دوار تیرے پھیری دار وانگوں پانواں پھیریاں میں
پپیہے وانگ سہکاں دن رین چھکاں پانویں بوند رحمت تسی تیریاں میں
محمد شفیع جیہی عاصی سپ پیاسی ابر نیساں اوڈیکدی تیریاں میں

"ح" حسن تیرے گردے پون پھیرے چوداں طبق تارے شمس ماہ میراں
رف رف چمک ماری نوری ملک ناری کنب کہن زاری ناہیں جاہ میراں
جالا میم والا کیتا تھیوں بالا پڑھ توں اسم اعظم شاہنشاہ میراں
دامن گیر چیرا محمد شفیع تیرا ازلی دستگیرا کر نگاہ میراں

"خ" خوف خطرے خطا کار نوں کیہہ خاطر خواہ جیندا ناخدا میراں
رد القضاء فقیر اکسیر اسمی سچا عاصیاں دا راہنما میراں
کئی بسملاں عاشقاں زاہداں نوں بخشی نال نگاہ بقا میراں
محمد شفیع بھی خاک پا خاک سارے خاطر خاک شفا خاک پا میراں

"د" درد فراق فراک دتا گلوں اپنا آپ اوتار مینوں
سوئی سک دی نال سیون کیتا بخیہ خوف خدا وچہ گھار مینوں
قینچی ہجر تھیں کتر غرور کینہ پائی سچے دی چون سوار مینوں
محمد شفیع دے اسم نوں من میراں گھت وصل دی کھار نتار مینوں

"ذ" ذوالجلال محتاج دائم تیرے ناز دی اک ادائیدا ای
الفقر دی بخش قبا آپے فخر منی دا نور اتار دا ای

ہو کے محو محمدؐ دی ذات اندر ذوالنورین ہی عین پکار دا ای
فخر الرحمتی رویت نما میراں محمد شافی شفیع شرمسار دا ای

"ر" روضۂ اطہر حضور میراں مکہ دوہاں جہاناں دی جاہ میری
مژگان الٹ پلٹ ہو کھان پلٹے خاطر ظل الٰہی ضیاء تیری
دھیری تارِ دیدار دی دار چھوٹے یکسوئی نگاہ ہے شیدا تیری
محمد شفیع نوں حول ہمیش ایہو ہاوے وچہ نہ آوے قضاء میری

"ز" زمن زمین زمان اندر مشہور ہے جاہ و جلال تیرا
طاقت کیہہ جے گنگ زبان آکھے شان آبا و اجدادِ کمال تیرا
نانا پاک محمدؐ بے مثل مرسلؐ علیؑ اسد اللہ عین جمال تیرا
صدقہ حسنؑ حسینؑ سرتاج عاشق منگے دان شفیع کنگال تیرا

"س" سوہنا موہنا نور بھریا دوئی دھونا نام گیان تیرا
عبدوں نفی ہو الفوں لقادر ہو حق باللہ والا شان تیرا
تیرے شان نوں جان قربان کیتی ایہو عشق دا سبق ایمان میرا
صدقے نام محمد شفیع حامی ہمدم ہوویں نگہبان میرا

"ش" شہر بغداد دی وی دید کارن دل لوچدا ہو فدا اللہ
رہن نین نمانڑے نت روندے سکھ سون نہ نظر بھونوا اللہ
جیوے وانگ قرار نہ روح تائیں تن تاہنگ موئی جوا اللہ
دم دم محمد شفیع حامی ہمدم مدام ملا اللہ

''ص'' صبر دا اجر عجیب مٹھا مٹھی جان والے پے پانڈرے نی
رکھ تلی تے سراں نوں ونج کردے درجے رہن نہ ریت نیانڈرے نی
مار میں نوں منوں مسکین ہو کے حاضر وچہ حضور ہو جاندڑے نی
پرت پال محمد شفیع دا اے تاہنیے دم سوکھے گزر جاندڑے نی

''ض'' ضرب پریم لگا سوہنے چھڈ جاہ نویکلی مل رہندے
گھائل کر کدورتاں کڈھ سبھے سل جھل جدایاں دے جل رہندے
آون لین نہ سار وسار مڑ کے مست وچہ گمان اٹل رہندے
اللہ والی محمد شفیع محشر ایسے آس تے وسرے دل رہندے

''ط'' طرف تمام تھیں ہو تارک وچہ تار دیدار دے پھس رہیاں
پینڈے پور پیار دے گم جانواں خونی عشق شہباز دے وس پیاں
پی کے پر پیالڑے پریم والے والی لال نوں بھال ترس رہیاں
مولا میل محمد شفیع تائیں عرضاں کردیاں دندیاں گھس گیاں

''ظ'' ظلم مصیبتاں سہہ سر تے صادق سر سرکار نوں سہکدے نی
رہندے بھور جیوں پھل گلاب اتے وار وار پے سراں نوں پھہکدے نی
ہو کے محو محبوب دی مہک اندر مر کے مرن توں پہلڑے مہکدے نی
ہو رہن مفتون محمد شفیع مومن لامکان دی بہکدے نی

''ع'' عالی جناب مآب مولا مسکین نوازا میر توہیں
حامل مرسل استاد ملایکاں دا قلم کن دا دست دبیر توہیں

ساقی اِنَّا اَعطَینٰکَ الکَوثَر صاحب عرش تے فرش دا پیر توہیں
محمد شفیع دی بینتی نت ایہو لاج پال داتا دستگیر توہیں

''غ'' غوث غواص غیوب توہیں واہ سبحان دیوان دا تار میراں
داد رسی دی خاص و درگاہ اندر رضا دار مشیر مختار میراں
کھیہے پئے کھیڑے غفلت نفس بھیڑے چین نام ناہیں کرن خوار میراں
دم دم دیدار خدا حامی شفیع خفی جلی ہو کر تار میراں

''ف'' فانی نشان مکان سارا لوبھ لالچی چال چلاوندا اے
چونپٹ خام خیال وچھا چلے چالے دوئی اتے دل لاوندا اے
لکھے لیکھ ہردے ہر ہردے ہردے دخل دوئی دے دکھاوندا اے
اللہ پاک سخی ہوویں رفیع شفیع آخر توں تیرا ایہہ کہاوندا اے

''ق'' قدیر سفیر قرب ہو کہہ کے کر دکھائی لوہ لکائی
احدیت دیدار کر الف لام مکان آشنائی م ملائی
خاطر خیال وصال اللہ احد دوئی اڈائی غمز رلائی
حمد خدا ستار لقا سرتاج شفیع ہو آئی، لاج نبھائی

''ک'' کحل اللہ اطہر، رمد دویت مٹائی، کری صفائی
پھیر سلائی لا الہ ہستی نفی کرائی فرق نہ رائی
الا اللہ حق ثباتی عین نذیرؔ نمائی کر روشنائی
مہر محمد رسول اللہ، ہردے لائی، شفیع سہائی

''ل'' لیکھ لکھے بے پروا حاکم شاہنشاہ سچے صاحب زور میراں
فہم فکر آہیں تھکے لا واہیں جاوے پیش ناہیں کسے طور میراں
پھیریں تیر تقدیر دے چھٹیاں نوں خارکش بیٹا رہیا سور میراں
للہ شان محمد شفیع ہوویں ہمدم اندر حشر گور میراں

''م'' مکھ محبوب مقصود اللہ ہر دے رکھ روح وقت دراوندا اے
دست بستہ سلام نیاز اندر سر دل جائے سجود ٹھہراوندا اے
عین آئینے حق الیقیں نوری نذر وچہ نماز پڑھاوندا اے
سخی پیر قبول محمد شفیع حج نجف شریف نوں چاوندا اے

''ن'' نذر نظیر حضور اندر عرضدار ہو رہی فقیر سائیں
پلکاں پل نہ رل مل بھین بھیناں نیند نال تقریر نہ سیر سائیں
تلی پندہ دیدار سرکار کردی پہنچے آدسو دستگیر سائیں
تختِ علیؑ مقبول محمد شفیع چشمیں چشم ویکھے شاہ شبیر سائیں

''و'' وجہ اللہ اللہ علی حیدر در محمد مکان نوری
روشندان دو رکھ حسنینؑ آگے نک کان در حیا دی نینہ پوری
باراں چیر شہتیر تطہیر وصفی سقف پاک صلوات تھیں معموری
للہ کاخ سخا کشا محمد شفیع خاص تو نئیں سنیں مہجوری

''ہ'' ہمہ مخلوق خدائے واحد شاہد شاکر سخائے کرار دی اے
خاص دارالشفاء دعائے داور جائے حج پیدائش سرکار دی اے

عین لام لدنی دربان مفتی باندھی شیفتہ فرش دربار دی اے
بخشیں ترس کر شان دا دان داتا محمد شفیع نوں بھکھ دیدار دی اے

الف اسم حمزہ شکل عین علیؑ کلا کرم دی کریم دی اے
ح حسنؑ حسینؑ نماز شیشہ ناطق اصل حقیقت کلیم دی اے
محرم راز معراج دی میم ملحق زے زاہرہ فیاض قدیم دی اے
ہادی آلِ محمد ہی سخی ہے کل میل التجا شفیع یتیم دی اے

''ی'' یا اللہ آباد اندر نبی صلی اللہ علیہ آل ہووے
علیؑ فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ ضامنؑ عابدؑ باقرؑ ہادی جعفرؑ نال ہووے
کرم موسیٰؑ کاظمؑ رضاؑ تقیؑ نقیؑ فیض عسکریؑ مہدیؑ کمال ہووے
استجب دعائے محمد شفیع سدا وچ حضوری خوشحال ہووے

والسلام۔ شروع نہ انجام۔ ختم کلام
قلم بند۔ راضی خداوند
تمت بالخیر

نمبر شمار	نام درجہ	نام رتبہ	وسیلہ اسم	وسیلہ موکل	نام عناصر
1	جبروت	درویش	سارا کلمہ طیب	جبریل	آگ
2	ناسوت	اوتاد، پیر	لا الہ الا اللہ	میکائیل	پانی
3	ملکوت	قطب مرشد	صرف اللہ	اسرافیل	ہوا
4	لاہوت	غوث پورا	ھوالا مکان لا شریک الاھو	عزرائیل	مٹی
5	بقا باللہ	فقیر پورا	لہ ھو	علیؑ	برستہ عناصر

پوشیدہ دوست جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

6 حضرت خواجہ اویس قرنی بارگاہ رسول اللہ 2 ابوغفاری لکدار اخوندی 3 سلیمان پارس 4 حضرت خواجہ خضر علیہ السلا

رنگ	بو	لذت	ظہورات
زرد	عود عنبر	دودھ	کشف قبور وقلوب
سفید	صندل	ترش	مشرق تا مغرب خبر رکھنا
سبز	گلاب	شور ذائقہ	برابر 100 اوتاد کے سامنے آسمان زمین کی خبر رکھنا
سیاہ سرخ	عطر	تلخ	پورا برابر 4 قطب کے پورا تفاوت، ارض وسما کی خبر رکھنا اور 360 ٹکڑے وجود کے رات کو کرنا
نورانی شہودی	آب کوثر	کمال خوش طبع	ہر جگہ حاضر وناضر کسیر، پارس ہر بات پر قادر

1 یاغنی 2 یامغنی 3 یامطنی 4 یالطیف